

فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط: 16)



# نیکیاں چھپاؤ

(مع دیگر دلچسپ سوال جواب)



پیشکش مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

یہ رسالہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی  
حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس **رحمۃ اللہ علیہ** قادری  
رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے مختلف مدنی مذاکروں  
کے مدنی پھولوں اور ایک بیان ”نیکیاں چھپاؤ“ کے  
مواد سمیت المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ ”فیضانِ مدنی مذاکرہ“  
نے نئی ترتیب اور کثیر نئے مواد کے ساتھ تیار کیا ہے۔



## پہلے اسے پڑھ لیجیے!

اللہ ربُّ العالمین نے انسانوں اور جنوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمایا کہ اس کی بندگی کریں، انہیں عقل و شعور کے زیور سے نوازا کہ اچھائی بُرائی میں تمیز کریں اور ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں کہ شکر گزار بنیں مگر شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہونے کی وجہ سے اسی جستجو میں رہتا ہے کہ یہ اپنے معبودِ حقیقی کی بندگی سے منہ موڑ کر اس کی نافرمانیوں میں مشغول رہے۔ وہ اپنے اس بُرے مقصد کی خاطر اولاً تو لوگوں کو نیکی کی طرف جانے نہیں دیتا اور اگر کوئی شیطان کی چالوں کو ناکام بناتے ہوئے نیک عمل کرنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو ریاکاری، تکبر، حُبِ جاہ اور خود نمائی وغیرہ میں مبتلا کر کے اس کے اعمال برباد کر دیتا ہے اور بندہ اپنے زُعم میں نیک اعمال کے سبب خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے مگر بروزِ قیامت کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا کہ نیکیوں کا اجر تو دنیا ہی میں ضائع کر چکا۔

پیشِ نظر رسالے ”نیکیاں چھپاؤ“ میں اخلاص کا ذہن اور اپنی نیکیاں چھپانے کی بھرپور ترغیب دلائی گئی ہے جسے المدینۃ العلمیۃ کا شعبہ ”فیضانِ مدنی مذاکرہ“ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے نیز اس رسالے میں امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَعَالِیَہ کے بیان ”نیکیاں چھپاؤ“ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اسے نہایت توجہ سے پڑھیے اور شیطان کے مکر و فریب سے بچ کر اخلاص کے ساتھ نیک اعمال بجالاتے ہوئے اُخروی نجات کے لیے کوشش کیجیے۔

بِجَلَسِ الْمَدِیْنَةِ الْعِلْمِیَّةِ

(شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

22 شعبان المعظم 1437ھ / 30 مئی 2016ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط  
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

## نیکیاں چھپاؤ

شیطان لاکھ سستی دلائے یہ رسالہ (۱۰۶ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے۔  
اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا انمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

### دُرود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابوبکر بن مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوٰحِدِ ایک دن اپنے طلبہ کو پڑھا رہے تھے کہ ایک شیخ پُرانے عمامے، پُرانی قمیص اور پُرانی چادر میں ملبوس تشریف لائے۔ حضرت سیدنا شیخ ابوبکر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا۔ پھر ان کا اور ان کے بچوں کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آج رات میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد مانگا ہے حالانکہ میرے پاس ایک ذرّہ بھی نہیں۔ حضرت سیدنا شیخ ابوبکر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ فرماتے ہیں: میں (ان کی یہ بات سُن کر) پریشانی کی حالت میں سو گیا۔ میں نے خواب میں نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ کی زیارت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: غمگین کیوں ہو؟ خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور اُسے جا کر میرا سلام کہنا اور یہ نشانی بتانا کہ تم جُمُعہ کی رات

مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود پڑھنے کے بعد سوتے ہو۔ اس جُمُعہ کی رات تم نے مجھ پر سات سو مرتبہ دُرود پڑھا تھا کہ خلیفہ کا قاصد آیا اور تمہیں بلا کر لے گیا۔ پھر واپس آ کر تم نے مجھ پر دُرود پڑھا حتیٰ کہ تم نے ہزار مرتبہ دُرود شریف مکمل کر لیا۔ اُسے کہنا کہ سودینار نو مولود کے والد کو دے دو تاکہ یہ اپنی ضرورت پوری کریں۔ (خواب سے بیدار ہونے کے بعد) حضرت سیدنا ابو بکر بن مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَّاحِدِ ان کو ساتھ لے کر وزیر کے پاس پہنچ گئے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے وزیر سے کہا: اِن کو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیری طرف بھیجا ہے۔ وزیر کھڑا ہوا اور آپ (یعنی ابو بکر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْبَرِ) کو اپنی جگہ پر بٹھا کر سارا ماجرا دریافت کیا۔ آپ نے وزیر کے سامنے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ وزیر خوش ہوا اور اپنے غلام کو مال کی تھیلی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر اس سے سودینار نکال کر نو مولود کے والد کو دے دیئے۔ اس کے بعد سودینار اور نکالے تاکہ حضرت سیدنا شیخ ابو بکر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْبَرِ کو دے مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ وزیر نے کہا: حضرت! اس سچی خبر کی بشارت دینے پر آپ مجھ سے یہ نذرانہ لے لیں، یہ معاملہ میرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ایک راز تھا اور آپ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد ہیں۔ پھر وزیر نے مزید سودینار نکالے اور آپ سے کہا: یہ اس بشارت یعنی خوشخبری کے سبب لے لیجیے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو

میرے ہر جمعہ کی رات کے دُروود کا علم ہے۔ پھر اس نے سو دینار اور نکالے اور کہا: یہ آپ کی اُس تھکاوٹ کے بدلے میں ہیں جو آپ کو ہماری طرف آتے ہوئے برداشت کرنا پڑی۔ پھر وزیر صاحب نیکے بعد دیگرے (نومولود کے والد کے لیے) سو سو دینار نکالتے رہے حتیٰ کہ ہزار دینار نکال لیے مگر اُس نے کہا: میں صرف اتنے لوں گا جن کا مجھے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا ہے۔<sup>(1)</sup>

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے سرکار، مکہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اپنے غلاموں کے ظاہری اور پوشیدہ اعمال سے خبردار ہیں۔ تبھی تو خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ کے ”پوشیدہ عمل“ کے بارے میں غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”اُسے جا کر میرا سلام کہنا اور یہ نشانی بتانا کہ تم جمعہ کی رات مجھ پر ہزار مرتبہ دُروود پڑھنے کے بعد سوتے ہو۔ اس جمعہ کی رات تم نے مجھ پر سات سو مرتبہ دُروود پڑھا تھا کہ خلیفہ کا قاصد آیا اور تمہیں بلا کر لے گیا۔ پھر واپس آ کر تم نے مجھ پر دُروود پڑھا حتیٰ کہ تم نے ہزار مرتبہ دُروود شریف مکمل کر لیا۔“ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے

دینہ

①..... القول البدیع، الباب الرابع فی تبلیغہ... الخ، ص ۳۲۷-۳۲۸

غلاموں کے ساتھ پیش آنے والی مشکلات کو بھڑکائے الہی جانتے اور انہیں دُور بھی فرماتے ہیں جیسا کہ اس نُو مولود کے والد کی پریشانی جان کر دُور فرمادی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں:

فریاد اُمّتی جو کرے حالِ زار میں  
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو  
وَاللّٰہُ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے  
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے (حدائقِ بخشش)  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

## نیک اعمال میں رضائے الہی کی نیت

عرض: اعمالِ صالحہ بجالانے میں کیا نیت ہونی چاہیے؟  
ارشاد: جو بھی نیک عمل کیا جائے فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے۔ اگر کوئی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی بجائے کسی اور کو دیکھانے، دوسروں سے داد و ستائش پانے یا اپنا نام چمکانے کی نیت سے کوئی عمل کرے گا تو ایسا شخص ثواب سے محروم ہو کر ریاکاری کی تباہ کاری میں مبتلا ہو جائے گا لہذا جو بھی نیک عمل کیا جائے محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

رضا کے لیے کیا جائے اس میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ پارہ 16 سورۃ الکہف کی آیت نمبر 110 میں خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ ۖ تَرْجُةً كُنُوزِ الْيَمِينِ: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا

أُمِيدُ هُوَ، اُسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے

يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۖ

رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی بھی عمل کی مقبولیت اور اس پر ثوابِ آخرت ملنے کے لیے اس کا رضائے الہی کے لیے ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اگر نیت اچھی ہوئی اور کسی وجہ سے عمل صحیح نہ بھی ہو سکا تب بھی اس پر ثواب ملنے کی اُمید ہے اور اگر عمل اچھا ہوا لیکن نیت صحیح نہ ہوئی تو اس صورت میں ثواب سے محرومی ہے جیسا کہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الہی کے لیے عمل کرنا ضروری ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرکِ اصغر فرمایا۔<sup>(1)</sup> اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مُرتَّب دینے

① ..... حدیثِ پاک میں ہے: جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کی:

شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: ریا۔ (مسند امام احمد، حدیث محمود بن لبید، ۱۶۰/۹، حدیث: ۲۳۶۹۲)

ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مُرتَّب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدقِ نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتیب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جبکہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مُطالبہ (شریعت کا حکم) جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا، وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا اور کبھی شرائطِ صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی، تمام ارکان ادا کیے اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔<sup>(۱)</sup>

یاد رکھیے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت نیک و جائز اور مُباح کاموں میں ہی ہو سکتی ہے گناہ والا کام اچھی نیت اور خلوص سے نیکی نہیں بن جاتا بلکہ اس کی ہلاکت خیزیوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ جس طرح نیک عمل سے پہلے دل میں اخلاص ہونا اور اس کا رضائے الہی کے لیے ہونا ضروری ہے اسی طرح ہر نیکی و عبادت کے دوران دینہ

1..... بہارِ شریعت، ۳/ ۶۳۶-۶۳۷، حصہ ۱۶:



اسے قائم رکھنا (یعنی ریاکاری نہ آنے دینا) بھی ضروری ہے کیونکہ شیطان مسلسل دل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو شخص اپنے اعمال میں ساحر (یعنی جادوگر) سے زیادہ ہوشیار نہ ہو گا وہ (شیطان کے جھانسنے میں آکر) ریاکاری میں پھنس جائے گا۔<sup>(1)</sup>

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

کر إخلاص ایسا عطا یا الہی (وسائلِ بخشش)

## نیکیاں چھپانے کے بارے میں آیاتِ کریمہ

عرض: کیا قرآنِ کریم میں عبادات کو پوشیدہ طور پر بجالانے کے بارے میں بھی ترغیب موجود ہے؟

ارشاد: جی ہاں۔ قرآنِ مجید میں دونوں طرح کی اجازت موجود ہے یعنی علانیہ عبادت کی بھی اور پوشیدہ کی بھی جیسے صدقہ و خیرات کرنا یہ مالی عبادت ہے اس کے بارے میں پارہ 3 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 271 میں خُدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعْمًا ۚ ترجمہ کنز الایمان: اگر خیرات علانیہ دو

1..... تَنْبِيْهُ الْمُفْتَزِّينَ، ص ۲۳

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُخْفُوْهَا اَنْفَقَ آءٌ  
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ  
سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ  
خَبِيْرٌ ۝۲۷

تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر  
فقیروں کو دویہ تمہارے لیے سب سے بہتر  
ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے  
اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب ہے، چاہے وہ  
صدقہ و خیرات علانیہ ہو یا پوشیدہ دونوں طرح کر سکتے ہیں لیکن پوشیدہ  
صدقہ و خیرات کے متعلق ارشاد فرمایا: ”اور اگر چھپا کر فقیروں کو دویہ  
تمہارے لیے سب سے بہتر ہے۔“ اسی طرح پارہ 3 سورۃ البقرہ کی آیت  
نمبر 274 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالْاِثْمِ  
وَاللَّهٖ اَمْرًا وَّعَلٰى نَبِيٍّ فَلَهُمْ  
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ  
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يُحْزَنُوْنَ ۝۲۷

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال خیرات  
کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر  
ان کے لیے ان کا نیک (اجر) ہے ان کے رب  
کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت حضرت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی  
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ اَنْهَادِی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں: اس آیتِ کریمہ میں اس  
طرف اشارہ ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا علانیہ دینے سے افضل ہے اس لیے

کہ اللہ تعالیٰ نے نفقہ لیل (رات میں خرچ کرنے) کو نفقہ نہار (دن میں خرچ کرنے) پر اور نفقہ برسر (پوشیدہ خرچ کرنے) کو نفقہ علانیہ (ظاہر کر کے خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا ہے۔<sup>(۱)</sup>

اسی طرح دُعا کرنا عبادت بلکہ عبادت کا بھی مغز ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: الدُّعَاءُ مُمُّ الْعِبَادَةِ یعنی دُعا عبادت کا مغز ہے۔<sup>(۲)</sup> اس کے بارے میں بھی ایک حکم یہ ہے کہ یہ مخفی (چھپ کر) ہو چنانچہ پارہ 8 سورۃُ الاعراف کی آیت نمبر 55 میں ارشاد ہوتا ہے:

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ تَرْجُو كُنُوزَ الْآيَاتِ: اپنے رب سے دُعا کرو  
إِنَّهُ لَا يُجِبُ الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۵﴾ گڑ گڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے  
والے اُسے پسند نہیں۔

اس آیت مبارکہ کے تحت صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: دُعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخلِ عبادت ہے کیونکہ دُعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا

دینہ

① ..... تفسیرِ حازن، پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۷۴، ۱/۲۱۴

② ..... ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، ۵/۲۴۳، حدیث: ۳۳۸۲

ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہوا ”اَللُّعَاۡءُ مُمَّا الْعِبَادَةُ“ (یعنی دُعا عبادت کا مغز ہے۔) تَفَرُّع سے اِظہارِ عجز و خُشوع مراد ہے اور ادبِ دُعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حَسَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قول ہے کہ آہستہ دُعا کرنا علانیہ دُعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے۔ مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اِظہارِ افضل ہے یا اِخفاء، بعض کہتے ہیں کہ اِخفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دُور ہے، بعض کہتے ہیں کہ اِظہارِ افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبتِ عبادت پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اِخفاء افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اِظہارِ افضل ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اِظہارِ افضل ہے، نمازِ فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکوٰۃ کا اِظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اِخفاء افضل ہے۔ دُعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے۔<sup>(۱)</sup>

## نیکیاں چھپانے کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

عرض: کیا احادیثِ مبارکہ میں بھی نیکیاں چھپانے کی ترغیب دلائی گئی ہے؟

دینہ

۱..... خزائن العرفان، پ ۸، الاعراف، تحت الآیہ: ۵۵

ارشاد: جی ہاں! احادیثِ مبارکہ میں بھی نیکیاں چھپانے کی ترغیب ہے اور مزید پوشیدہ عبادت کے فضائل بھی بیان فرمائے گئے ہیں چنانچہ خَلْق کے رہبر، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے جو کوئی نیک اعمال پوشیدہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ایسا ہی کرے (یعنی اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھے)۔<sup>(1)</sup>

سلطانِ انس و جان، سرورِ دُشَان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: وہ ذکر جس کو نگہبان فرشتے بھی نہ سُن سکیں، اس ذکر پر جسے وہ سُن سکیں ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔<sup>(2)</sup> ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: ظاہری عمل کے مقابلے میں پوشیدہ عمل افضل ہے۔<sup>(3)</sup>

### سب سے زیادہ طاقتور چیز

حضرت سیدنا اَنَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کانپنے لگی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا کہ انہیں زمین میں گاڑ دیا تو وہ

① ..... جامع صغیر، حرف المیم، ص ۵۱۲، حدیث: ۸۳۰۵

② ..... کنز العمال، من حرف الهمزة في الذکار... الخ، الباب الاول في الذکر وفضيلته، الجزء: ۱،

۲۳۷/۱، حدیث: ۱۹۲۵

③ ..... شُعَبُ الْاِيْمَان، باب في السرور بالحسنة والاعتصام بالسيئة، ۵/۳۷۶، حدیث: ۷۰۱۲

ساکن ہو گئی۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی: اے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ طاقتور کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ہاں! وہ لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا لوہے سے طاقتور چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ آگ ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: آگ سے بھی طاقتور چیز پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ پانی ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: کیا پانی سے طاقتور چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ ہوا ہے۔ فرشتوں نے پھر عرض کی: کیا ہوا سے طاقتور چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! ابنِ آدم! جب اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔<sup>(۱)</sup>

## نیکیاں چھپانے کے حوالے سے اُسلاف کے واقعات

عرض: اپنی نیکیوں کو چھپانے کے سلسلے میں صحابہ کرام و بُزرگانِ دین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے کچھ واقعات بھی بیان فرمادیجیے۔

ارشاد: ہمارے صحابہ کرام و بُزرگانِ دین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن علم و عمل اور اخلاص کے پیکر ہوتے، جو بھی کام کرتے فقط رِضائے الہی کے حصول کے لیے کرتے اور اس بات کی قطعاً پرواہ یا طمع نہ کرتے کہ لوگ ان کے عمل

①..... شُعَبُ الْاِيْمَان، بَابُ فِي الزَّكَاةِ، فَصْلُ فِي الْاِخْتِيَارِ فِي صَدَقَةِ التَّلْوِغِ، ۳/۲۴۴، حدیث: ۳۴۴۱ دینہ

پر مطلع ہو کر ان کی تعریف کریں۔ اس ضمن میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پوشیدہ عمل کا جذبہ ملاحظہ کیجیے چنانچہ

### ﴿صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پوشیدہ عمل﴾

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کے وقت مدینہ منورہ رَاَحَا اللہُ شَرَفَاؤُ تَغْظِیَا کے کسی محلے میں رہنے والی ایک نابینا بوڑھی عورت کے گھریلو کام کاج کر دیا کرتے تھے، آپ اس کے لیے پانی بھر کر لاتے اور اس کے تمام کام سرانجام دیتے۔ حسبِ معمول ایک مرتبہ بڑھیا کے گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے کام ان سے پہلے ہی کوئی کر گیا تھا۔ بہر حال دوسرے دن تھوڑا جلدی آئے تو بھی وہی صورتِ حال تھی کہ سب کام پہلے ہی ہو چکے تھے۔ جب دو تین دن ایسا ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بہت تشویش ہوئی کہ ایسا کون ہے جو مجھ سے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے؟ ایک دن آپ دن ہی میں آکر کہیں چھپ گئے جب رات ہوئی تو دیکھا کہ خلیفہ وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور اس نابینا بڑھیا کے سارے کام کر دیئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑے حیران ہوئے کہ خلیفہ وقت ہونے کے باوجود ایسی انکساری! ارشاد فرمایا: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی تو ہیں جو مجھ سے نیکوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ باوجود خلیفہ وقت ہونے کے اُس نابینا بڑھیا کے گھر کے کام کاج خود اپنے مبارک ہاتھوں سے سرانجام دیتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قطعاً اس بات کو پسند نہ فرماتے کہ کوئی دوسرا ان کے عمل سے باخبر ہو کر ان کی تعریف کرے، جیسی تو رات کے اندھیرے میں پوشیدہ طور پر اُس بڑھیا کے گھر کا کام کاج کر دیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرح ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّیْن بھی اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھتے۔ اگر کسی کے ساتھ احسان و بھلائی کرتے تو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ فرماتے یہاں تک کہ جس کے ساتھ احسان و بھلائی کرتے خود اسے بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ کام کس نے کیا ہے چنانچہ

## جب تک زندہ رہے نیک عمل پوشیدہ رہا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَالِقِ (رومیوں کے مقابلے

دینے

1..... کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، فضل الصديق... الخ، الجزء: ۱۲،

۲۲۱/۶، حدیث: ۳۵۶۰۲



میں جہاد کے لیے) طرُسوس جاتے ہوئے شہرِ رَاقَہ کے ایک مسافر خانے میں قیام فرماتے تو ایک نوجوان آتا، آپ کی ضروریات پوری کرتا اور کچھ احادیث کی سماعت کر لیتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ملنے نہیں آیا۔ آپ جلدی میں تھے تو لشکر کے ساتھ چلے گئے جب جنگ سے فارغ ہو کر واپس رَاقَہ پہنچے تو لوگوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ کسی کا اس پر قرض چڑھ گیا تھا، قرض خواہ نے اسے جیل میں ڈلوادیا ہے۔ پوچھا: اس پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: دس ہزار درہم۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے رات میں قرض خواہ کو اپنے پاس بلوایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر قسم دی کہ جب تک عبدُ اللہ زندہ ہے تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے اور کہا کہ صبح تم اس نوجوان کو قید سے آزاد کروادینا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان قید سے آزاد ہو کر جب شہر آیا تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی آمد کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان اسی وقت پیچھے روانہ ہوا اور چند منزل بعد ملاقات ہو گئی، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں دیکھا۔ عرض کی: حضور! قرض کے سبب قید خانے میں تھا۔

فرمایا: پھر تمہیں آزادی کیسے ملی؟ عرض کی: مجھے معلوم نہیں، کسی نے میرا قرض ادا کر دیا جس کی وجہ سے مجھے رہائی مل گئی۔ فرمایا: اے نوجوان! خدا کا شکر ادا کرو، اللہ رَبُّ الْعِزَّت نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دے دی ہوگی۔ اس نوجوان کو اس حُسنِ سلوک کا پتا اس وقت چلا جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا وصال ہو چکا تھا۔<sup>(۱)</sup>

### بند کمرے میں چھپ کر عبادت

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ بن قاسم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں بیس برس سے زیادہ عرصہ حضرت سیدنا ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی کی صحبت میں رہا مگر جُمُعۃ الْمُبَارَک کے علاوہ کبھی آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو دو رکعت نفل پڑھتے بھی نہ دیکھ سکا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ریاکاری کے خوف سے ایک بار فرمانے لگے: اگر میرا بس چلے تو میں کراما کا تبین (یعنی اعمال لکھنے والے دونوں بزرگ فرشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں! آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پانی کا کوزہ لیکر اپنے کمرہ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔ میں کبھی بھی نہ جان سکا کہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کمرے میں کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن دینہ

1..... تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عبد اللہ واسم ابیہ المبارک، ۱۵۸/۱۰ ملخصاً

آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کَا مَدَنی مُتَّازُور زور سے رونے لگا۔ اس کی امی جان چُپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں، میں نے کہا: مدنی مُتَّا آخِر اس قَدَر کیوں رو رہا ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: اس کے ابو (حضرت سیدنا ابو الحسن طوسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِی) اس کمرے میں داخل ہو کر تلاوتِ قرآن کرتے ہیں اور روتے ہیں تو یہ بھی ان کی آواز سُن کر رونے لگتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ اپنے اُس کمرہ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے اپنا مُنہ دھو کر آنکھوں میں سُر مہ لگا لیتے تاکہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے! (1)

عطا کر دے اخلاص کی مجھ کو نعمت

نہ نزدیک آئے ریا یا الہی (وسائلِ بخشش)

## ”نیکی کر دریا میں ڈال“ کا مطلب

عرض: ”نیکی کر دریا میں ڈال“ اس کا کیا مطلب ہے؟ نیز نیکی کر کے جٹلانا اور شکریہ کا طالب ہونا کیسا ہے؟

إرشاد: ”نیکی کر دریا میں ڈال“ یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی یا احسان کر کے بھول جانا اور اس سے اچھا بدلہ ملنے کی اُمید نہ دینے

1..... حلیۃ الاولیاء، محمد بن اسلم، ۲۵۴/۹ ملقطاً

رکھنا۔ ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ نیکی کرے تو نیکی کر کے بھول جائے۔ احسان جتلانے، شکریہ ادا کرنے کا طالب ہونے اور اس سے اچھا بدلہ ملنے کی قطعاً امید نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ پارہ 3 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 262 میں ارشادِ ربِّ العباد ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ  
 اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَتًا وَّلَا  
 اَدًى لَّانْفُسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا  
 خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾  
 ترجمہ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک (مرد و اسب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہونہ کچھ غم۔

اگر کوئی کسی کے ساتھ نیکی کرے پھر احسان جتائے، دوسروں کے سامنے اس کا اظہار کرے کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اس کو عار دلانے کہ ”تو محتاج و نادار تھا، مفلس و لاچار تھا، ہم نے تیرے ساتھ کیا کیا بھلائی کی، آج تو ہمیں یہ صلہ دیتا ہے، ہمیں پوچھتا ہی نہیں، ہمیں سلام کرنا گوارا نہیں کرتا، ہمارے احسانات کو بھول گیا ہے، نمک حرام، احسان فراموش“ وغیرہ وغیرہ یا اور کسی طرح دباؤ ڈالے تو ایسا کرنے سے نیکی کا اجر

ضائع ہو جاتا ہے اور قرآنِ کریم میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے چنانچہ پارہ 3 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 264 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا تَرْجِبُهُ كُنْزَ الْإِيمَانِ: اے ایمان والو! اپنے صدقہ قِیتِکم بِاللِّیْنِ وَالْأَذَى ۝ صدقہ باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا کَالَّذِي يَنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝ دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت علامہ عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ اَنْوٰی فرماتے ہیں: یعنی جس طرح منافق کو اپنے مال خرچ کرنے سے رضائے رب العزت اور ثوابِ آخرت مقصود نہیں ہوتا وہ اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے ایسے ہی تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا ثواب ضائع نہ کرو۔ (1)

### نیکیاں چھپانے کا مقصد

عرض: اپنی نیکیاں پوشیدہ رکھنے کا کیا مقصد ہے؟

ارشاد: نیکیاں چھپانے کا مقصد ان کو ضائع ہونے سے بچانا ہے کیونکہ نفس و دینہ

1..... تفسیر نسفی، پ 3، البقرہ، تحت الآیة: 264، ص 137

شیطان انسان کے کُھلے دشمن ہیں جو انسان کو نیکیاں کرنے نہیں دیتے اور اگر ہمت کر کے کوئی نیکی کر بھی لی تو یہ اسے پوشیدہ نہیں رہنے دیتے۔ شیطان کے بہکاوے میں آکر انسان کے دل میں اپنی نیکیوں کے اظہار کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ لوگوں کو اپنے نیک اعمال بتا کر، نیک نامی کی داد پا کر تکبر، حُبِ جاہ اور ریاکاری کی تباہ کاری میں جا گرتا ہے۔ اس لیے جب بھی کوئی نیک عمل کرنے کی سعادت نصیب ہو تو اس نیک عمل کو کر لینے کے بعد پوشیدہ رکھنے ہی میں عافیت ہے کہ دکھاوے وغیرہ کی نحوست سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ رکھنا اعمالِ بجالانے سے زیادہ مشکل ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: بے شک عمل کر کے اسے ریاکاری سے بچانا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے ایسا نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے اور اس کے لیے ستر گنا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ پھر شیطان اس کے ساتھ لگا رہتا ہے (اور اسے اُکساتا رہتا ہے) یہاں تک کہ آدمی اس عمل کا لوگوں کے سامنے ذکر کر کے اسے ظاہر کر دیتا ہے تو اب اس کے لیے یہ عمل (مخفی کے بجائے) علانیہ لکھ دیا

جاتا ہے اور آجر میں ستر گنا اضافہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں کے سامنے اس عمل کا ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا تذکرہ کریں اور اس عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اسے علامیہ سے بھی مٹا کر ریاکاری میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پس بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے، اپنے دین کی حفاظت کرے اور بے شک ریاکاری شرک (اصغر) ہے۔<sup>(1)</sup>

حضرت سیدنا علامہ عبدالغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب ریا و اخلاص میں سے ہر ایک میں شیطانی چالیں اور دھوکہ بازیاں ہیں تو تجھے بیدار رہنا لازم ہے۔ پس! اگر تجھے پتانہ چلے کہ تو مخلص ہے یا ریاکار تو پھر تجھے اپنے نیک اعمال چھپانا ہی بہتر ہے کہ اس میں تیرے لیے کسی قسم کا نقصان نہیں۔<sup>(2)</sup>

بنا دے مجھ کو الہی خلوص کا پیکر

قریب آئے نہ میرے کبھی ریا یارب (وسائلِ بخشش)

## علامیہ عبادت افضل ہے یا پوشیدہ؟

عرض: علامیہ عبادت افضل ہے یا پوشیدہ؟ نیز افضل ہونے کی وجہ کیا ہے؟

دینہ

① ..... الترغیب والترہیب، المقدمة، الترہیب من الریاء... الخ، ۴/۱، حدیث: ۵۶

② ..... حدیقة ندیة، المبحث السادس من المباحث السبعة... الخ، ۱/۵۱۷ ملخصاً

ارشاد: عبادات میں علانیہ یا پوشیدہ کے افضل ہونے کے اعتبار سے متعدد صورتیں ہیں جن کا دار و مدار نیت پر ہے۔ حضرت سیدنا علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اخفا۔ بعض کہتے ہیں کہ طاعات و عبادات میں اخفا افضل ہے کیونکہ اس میں ریا سے حفاظت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عبادات میں اظہار افضل ہے تاکہ دوسرے اس کی پیروی کر کے اس جیسا عمل کریں۔ حضرت سیدنا شیخ محمد بن عبدالحکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی اس میں درمیانی صورت اختیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر آدمی کو اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ ہو تو عبادات کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا بہتر ہے تاکہ عمل باطل ہونے سے محفوظ رہے اور اگر ریا سے دل بالکل صاف ہو اور ریا کے شائبہ سے محفوظ ہونے کا پختہ یقین ہو تو اس کے حق میں اظہار افضل ہے تاکہ اس کی اقتدا کا فائدہ حاصل ہو۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں: فرض عبادات میں اظہار افضل ہے پس فرض نماز مسجد میں ادا کرنا گھر میں ادا کرنے سے افضل ہے اور نفل نماز گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ظاہر کر کے دینا پوشیدہ دینے سے افضل ہے اور پوشیدہ نفلی صدقہ علانیہ سے افضل ہے۔ اسی پر دیگر عبادات کو قیاس کر لیجیے (یعنی فرض



عبادات میں اظہار اور نفلی عبادات میں اخفا افضل ہے۔<sup>(۱)</sup>

تفسیر قرطبی میں ہے: خلق کے رہبر، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ مبارک ہے: بہتر ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو اور بہتر رِزق وہ ہے جو کفایت کر جائے۔<sup>(۲)</sup> شریعت میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ اعمال جن کو دکھا کر کرنا لازم نہیں انہیں چھپا کر کرنے میں علانیہ سے زیادہ ثواب ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن بن ابوالحسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے زمین پر چند ایسے لوگوں کو پایا جو اپنے اعمال کو چھپانے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں مگر ہمیشہ ان کا عمل ظاہر ہو جاتا ہے۔<sup>(۳)</sup>

## پوشیدہ عمل ستر گنا افضل

پوشیدہ عبادت کے بارے میں ہادیٰ راہِ نجات، سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ ذکر جس کو نگہبان فرشتے بھی نہ سُن سکیں، اس ذکر پر جس کو وہ فرشتے سُن سکیں ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔<sup>(۴)</sup>

دینہ

① ..... تفسیرِ خازن، پ ۸، الأعراف، تحت الآیة: ۵۵، ۱۰۳/۲

② ..... مسندِ امام احمد، مسند ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، ۳۶۳/۱، حدیث: ۱۴۷۷

③ ..... تفسیرِ قرطبی، پ ۸، الأعراف، تحت الآیة: ۵۵، ۱۶۲/۴

④ ..... کنزُ الغمالم، من حرف الهمزة فی الاذکار... الخ، الباب الاول فی الذکر و فضيلته، الجزء: ۱،

۱۹۲۵، ۲۲۷/۱، حدیث:

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: ظاہری عمل کے مقابلے میں پوشیدہ عمل افضل ہے۔<sup>(۱)</sup> مگر ایسا شخص کہ جس کی پیروی کی جاتی ہو وہ لوگوں کو رغبت دلانے کی نیت سے ایسا عمل ظاہر کر سکتا ہے جبکہ اس اظہار میں ریا کی آمیزش نہ ہو۔ اس طرح اخلاص کے ساتھ عمل کے اظہار سے وہ ثوابِ عظیم کا حقدار ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: جب علانیہ عمل کی پیروی کی جائے تو وہ (ظاہر کیا جانے والا عمل) چھپ کر کیے جانے والے عمل سے افضل ہے۔<sup>(۲)</sup>

### ﴿پوشیدہ دُعا افضل ہے یا علانیہ؟﴾

عرض: پوشیدہ دُعا افضل ہے یا علانیہ؟ نیز دُعا میں اخلاص کیسے حاصل ہو؟  
 ارشاد: دُعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے اور مُناجات کرنے کا نام ہے لہذا اس میں پوشیدگی ہی بہتر ہے۔ پوشیدہ طور پر دُعا کرنے میں یکسوئی اور اخلاص کی نعمت میسر ہوتی ہے نیز ریاکاری سے بھی حفاظت ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں پوشیدہ طور پر دُعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے چنانچہ پارہ 8 سورۃُ الأعراف کی آیت نمبر 55 میں ارشاد ہوتا ہے:

دینہ

① ..... شُعَبُ الْإِيمَان، بَابُ فِي السُّرُورِ بِالْحُسْنَةِ وَالِاغْتِمَامِ بِالسَّيِّئَةِ، ۵/ ۳۷۶، حدیث: ۷۰۱۲

② ..... شُعَبُ الْإِيمَان، بَابُ فِي السُّرُورِ بِالْحُسْنَةِ وَالِاغْتِمَامِ بِالسَّيِّئَةِ، ۵/ ۳۷۶، حدیث: ۷۰۱۲

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ  
 اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ ﴿۵۵﴾ گڑ گڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے  
 والے اُسے پسند نہیں۔

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَةُ  
 اللہِ التَّقْوٰی فرماتے ہیں: لفظ ”خُفْيَةً“ سے مراد دل میں دُعا کرنا ہے تاکہ ریاکاری  
 کی تباہی سے بچا جاسکے۔ اسی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے برگزیدہ بندے  
 حضرت سَیِّدُنَا زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق خبر دیتے ہوئے ان کی تعریف  
 قرآن پاک میں کچھ اس طرح بیان فرمائی: ﴿اِذْ نَادٰی رَبُّہٗ نِدَآءً خُفٰیًا﴾ (۱)  
 (پ ۱۶، مریم: ۳) ترجمہ کنز الایمان: جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

حضرت سَیِّدُنَا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ  
 تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: آہستہ دُعا کرنا بلند آواز کی ستر دُعاؤں  
 کے برابر ہے۔ (۲)

رہی بات دُعا میں اخلاص پیدا کرنے کی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے  
 ان اسباب کو دور کیا جائے جو اخلاص ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ دُعا مانگتے  
 دینے

① ..... تفسیر قرطبی، پ ۸، الاعراف، تحت الآیة: ۵۵، ۴/۱۶۱

② ..... فِرْدَوْسُ الْاَعْبَارِ، بَابُ الدَّال، ۱/۳۸۷، حدیث: ۳۸۶۹

وقتِ حَتّٰی الامکانِ دل کو دوسروں کے خیالات سے پاک کرے کہ دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاصِ نظرِ کرم فرمانے کی جگہ ہے۔ دُعا میں ظاہری بدن کی عاجزی و انکساری کے ساتھ ساتھ دل بھی حاضر ہو اور دُعا کی قبولیت کا یقین بھی کہ حدیثِ پاک میں ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اور جان رکھو کہ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی غافل کھیلنے والے دل کی دُعا قبول نہیں فرماتا۔<sup>(1)</sup> اجتماعی دُعا کروانی ہو تو اس میں بھی اخلاص کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی جائے، لوگوں کو دکھانے اور سننے کے لیے رِقَّت پیدا کرنے سے اجتناب کیا جائے، ہاں! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں اور اپنی خطاؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود بخود رِقَّت پیدا ہو جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اس طرح دُعا مانگیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اخلاص بھی نصیب ہو گا اور دُعا بھی قبول ہوگی۔

ہمیشہ نگاہوں کو اپنی جھکا کر

کروں خاشعانہ دُعا یا الہی (دسائلِ بخشش)

## نیکوں کو چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا کیسا؟

عرض: کسی کے پوچھنے پر اپنی نیکوں کو ظاہر کر دیا جائے یا نیکوں کو چھپانے کے

۱..... ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات... الخ، ۵/۲۹۲، حدیث: ۳۴۹۰

لیے جھوٹ بولنے کی اجازت ہے؟

ارشاد: اپنی نیکیوں کو ریاکاری کی تباہ کاری سے بچانے کے لیے پوشیدہ رکھنا ضروری ہے مگر نیکیوں کو چھپانے کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی دوسرا پوچھے تو اس کے پوچھنے پر بقدرِ ضرورت اپنی نیکی کا اظہار کر دیجیے، مثلاً کسی نے آپ سے حج کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ نے حج ادا کر لیا ہے؟ اگر آپ نے حج کیا ہوا ہے تو جواباً کہہ دیجیے کہ جی ہاں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اس کو اپنے حج و عمرہ کی تعداد گنونا شروع کر دیں۔ ایسے ہی اگر آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے تو کسی نے آپ سے روزے کے متعلق پوچھ لیا تو آپ جواباً کہہ دیجیے کہ میں روزے سے ہوں مگر ایسا نہ ہو کہ آپ اس کو تفصیلات بتانا شروع کر دیں کہ جناب! آپ تو آج کا پوچھ رہے ہیں، میں تو لگاتار تین مہینوں (رجب، شعبان اور رمضان) کے روزے رکھتا ہوں اور یہ برسوں سے میرا معمول ہے۔ ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے کہ یہ درحقیقت اپنی نیکیوں کا چرچا کرنا ہے۔ بہر حال بقدرِ ضرورت اپنی نیکیوں کے بیان کرنے میں کوئی مُضائقہ نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اُسے چاہیے کہ کہہ دے کہ میں

روزہ دار ہوں۔<sup>(۱)</sup>

اس حدیثِ پاک کے تحت حضرت سیدنا علامہ عبد الرزاق مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: روزہ دار کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے روزے کا عذر پیش کرتے ہوئے دعوت قبول نہ کرے اگرچہ نقلی روزے کا پوشیدہ رکھنا مستحب ہے مگر یہاں اس کے اظہار کا حکم دیا گیا تاکہ ان دونوں کے درمیان بغض و عداوت پیدا نہ ہو۔<sup>(۲)</sup>

## اپنے نام کے ساتھ اَلْقَابَات لگانا

عرض: اپنے نام کے ساتھ حافظ، قاری، حاجی، علامہ اور مفتی وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

نیز کیا اَلْقَابَات لگانے سے بھی دوسروں پر نیکیوں کا اظہار ہوتا ہے؟

ارشاد: اپنے نام کے ساتھ بلا ضرورت اَلْقَابَات لگانا دراصل اپنی خوبیاں بیان کر کے

اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کی حاجت

ہو تو وقتِ حاجت، بقدر ضرورت تحدیثِ نعمت کے طور پر یا کسی اور دُرست

نیت سے ان خوبیوں کا اظہار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت،

امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

دینہ

① ..... مُسْلِم، کتاب الصیام، باب الصیام یدعی... الخ، ص ۵۷۹، حدیث: ۱۱۵۰

② ..... فیض القدیر، حرف الهمزة، ۱/۴۳۵، تحت الحدیث: ۶۰۸ ملخصاً

فرماتے ہیں: خود ستائی (یعنی اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا) جائز نہیں مگر وقتِ حاجت، اظہارِ حقیقت تحدیثِ نعمت ہے (یعنی بوقتِ حاجت اپنے بارے میں حقیقت کا اظہار کرنا بھی نعمت کا چرچا کرنا ہے)۔ سیدنا یوسف علیہ السَّلَام نے بادشاہِ مصر سے فرمایا:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ  
إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْمُ ۝۵۵

ترجمہ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں

(پ ۱۳، یوسف: ۵۵) حفاظت والا علم والا ہوں۔ (1)

اگر حاجتِ شرعی نہ ہو تو بلا وجہ اپنے نام کے ساتھ ألقابات لگا کر بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرنا تاکہ لوگ بنظرِ تحسین دیکھیں اور ادب و احترام بجالائیں یہ ممنوع ہے لہذا اپنے نام کے ساتھ ألقابات وغیرہ لگانے سے بچنا چاہیے کہ اس سے حافظِ قرآن ہونے اور حج کی سعادت سے مشرف ہونے کا پتہ چلتا ہے اور یہی نیکیوں کا اظہار ہے۔ بہر حال اپنے نام کے ساتھ ألقابات لگانے کا دار و مدار نیت پر ہے۔ اگر کوئی اپنے نام کے ساتھ اس نیت سے حافظ، قاری اور حاجی بولنے یا لکھنے کا اہتمام کرے کہ لوگ اسے بنظرِ تحسین دیکھیں، مَا شَاءَ اللہ بولیں، احتراما حافظ صاحب، قاری دینہ

1..... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۱

صاحب اور حاجی صاحب کہہ کر پکاریں، دُعاؤں کی التجائیں کریں تو اس صورت میں منع ہے اور اگر ریا کی نیت نہ ہو تو منع نہیں جیسے اپنے نام کے ساتھ حافظ، قاری یا حاجی اس نیت سے لکھے یا بولے تاکہ کسی ادارے یا علاقے میں اپنے ہم ناموں میں اس کی جلد پہچان ہو سکے اور تعارف میں آسانی ہو تو حرج نہیں۔ یونہی کوئی دوسرا شخص اس کے نام ساتھ یہ الفاظ بولتا یا لکھتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنے نفس پر قابو رکھے اور اس پر لوگوں کے سامنے خوشی کا اظہار نہ کرے بلکہ اپنی خطاؤں اور عیبوں کو یاد رکھے۔

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب

آہ! رسوائی کی آفت میں پھنسون گا یارب! (وسائلِ بخشش)

## اپنے ”سید“ ہونے کا اظہار کرنا کیسا؟

عرض: ساداتِ کرام کا اپنے ”سید“ ہونے کا اظہار کرنا کیسا ہے؟  
 ارشاد: ساداتِ کرام کے اپنے آپ کو سیدِ ظاہر کرنے میں اگر فخر میں پڑ جانے کا خوف نہ ہو تو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر احتیاط اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے ہی میں ہے کیونکہ بسا اوقات لوگ ”سید صاحب، سید صاحب“ کہہ کر تعظیم شروع کر دیتے ہیں تو پھر شیطان بھی حملہ آور ہو جاتا ہے یوں نفس پر قابو پانا دشوار ہو جاتا ہے البتہ اگر کوئی حسبِ و نسب پوچھے تو اس صورت



میں اپنا سید ہونا ظاہر کر دیں کہ جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عاجزی و انکساری کرتے ہوئے منہ سے جھوٹ نکل جائے اور گناہ کا وبال سر پر آپڑے۔ اگر کوئی لوگوں میں عظمت پانے کے لیے اس کا اظہار کرے تو یہ جائز نہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں بلکہ اصل بنیاد تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے جیسا کہ پارہ 26 سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 13 میں ارشادِ رب العباد ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ  
تَرْجُمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں  
أَتْقَىٰ ۝  
زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

لہذا فخر کے اظہار کے لیے حسب و نسب بیان کرنا، لوگوں سے عزت و عظمت چاہنا اور دل میں یہ خواہش رکھنا کہ لوگ میرا ادب و احترام بجالائیں یہ ممنوع ہے ایسے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجیے کہ اگر کوئی سید صاحب اپنا سید ہونا ظاہر کرتے ہوں تو ہمیں ان کے متعلق بدگمانی کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ دلوں کا حال ربِّ ذوالجلال کو معلوم ہے، ہم پر لازم ہے کہ حسنِ ظن سے کام لیں۔

دل میں یہ خواہش نہ رکھنا سب کریں میرا ادب

ڈر کہیں ناراض ہو جائے نہ تجھ سے تیرا رب (وسائلِ بخشش)

## امام، مؤذن اور خطیبِ ریاکاری سے کیسے بچیں؟

عرض: حافظ و قاری، امام، مؤذن اور خطیبِ ریاکاری سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

ارشاد: کسی بھی کام کو بجالانے یا اس سے بچنے کے لیے اس کا علم ہونا ضروری ہے جب تک اس کے بارے میں علم نہیں ہوگا اس وقت تک اس کام کے کرنے یا اس سے بچنے میں کما حقہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ریاکاری سے بچنے کے لیے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ریاکاری کسے کہتے ہیں؟ ریاکاری کی تعریف یہ ہے کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا۔“ گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں، اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزت وغیرہ دیں۔<sup>(۱)</sup>

ریاکاریِ اخلاص کا منٹضاد ہے یعنی اگر محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کوئی کام کیا جائے تو اخلاص پر مبنی ہوگا اور اگر شہرت یا مُمود و نمائش کے لیے کیا جائے تو ریاکاری کی نذر ہو جائے گا جس کے نتیجے میں نیک عمل کا ثواب دینہ

① ..... الْوَاوَجَر، الباب الاول فی الکبائر الباطنیة... الخ، الکبیرة الثانیة الشرک الاصغر... الخ، ۱/ ۸۶

ضائع ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں متذکرہ بالالوگوں کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور احترام کی جگہ بٹھایا جاتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے مگر لوگ جس کی عزت کریں اور اس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں تو اسے اپنے نفس پر قابو رکھنا اور حُبِ جاہ سے بچانا ناممکن تو نہیں البتہ مشکل ضرور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں عموماً یہ کمزوریاں پائی جاتی ہیں کہ مؤذن صاحب اپنے آپ کو مؤذن کے بجائے نائب امام کہنا اور کہلوانا پسند کرتے ہیں حالانکہ مؤذن ہونا بھی بہت بڑی سعادت ہے کہ اسی سعادت نے مؤذن رسول حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کعبہ مشرفہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی چھت پر اذان دینے کے شرف سے باریاب کیا مگر افسوس صد کروڑ افسوس! دُنیوی عزت و حُبِ جاہ کے طلبگار مؤذن کہلوانا گوارا نہیں کرتے۔ یونہی بعض مؤذنین مائیک پر ٹھہر ٹھہر کر اور خوبصورت لہجے میں اذان دیتے ہیں اور بغیر مائیک کے اذان دینے کا انداز ہی بدل جاتا ہے۔

اسی طرح امام صاحب بھی امام کہلوانے کے بجائے خطیب صاحب بلکہ بعض تو جب تک خطیبِ اعظم نہ کہلوائیں ان کے دل کو تسکین نہیں ہوتی حالانکہ امام ہونا وہ شرفِ عظیم ہے کہ جسے بارگاہِ مصطفیٰ سے فیض ملا ہے لیکن

ہمارے ائمہ (آ۔ اِم۔ مہ) حضرات امام کے بجائے خطیب کے لقب کو پسند کرتے ہیں شاید اس لیے کہ ہمارے معاشرے میں امام کے بجائے خطیب کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح خطیب صاحب کا بلا ضرورت یہ کہنا کہ ”فقیر فلاں مسجد میں جمعہ پڑھاتا ہے۔“ اس میں بھی حُبِ جاہ کا عنصر ہو سکتا ہے ورنہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ”فقیر فلاں مسجد میں جمعہ ادا کرتا ہے۔“ اسی طرح بیان میں بلا ضرورت اس طرح کے جملے کہنا کہ ”کئی دن سے مسلسل بیانات کے سبب گلا ساتھ نہیں دے رہا،“ ”آج ہی فلاں ملک یا شہر کے دورے سے واپسی ہوئی ہے“ وغیرہ وغیرہ مناسب نہیں۔

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یقیناً حافظ وقاری اور امام و خطیب ہونا کوئی معمولی بات نہیں یہ تو بہت بڑی سعادت ہے۔ احادیث مبارکہ میں ان کے بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں لہذا ان حضرات کو چاہیے کہ اپنے اندر اخلاص پیدا کریں تاکہ ان فضائل کو حاصل کر سکیں۔ لوگوں کو دکھانے، اپنی علمیت کی دھاک بٹھانے اور اپنا نام کمانے سے ہر دم بچنے کی کوشش کریں کہ یہ ریاکاری ہے اور ریاکاروں کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے چنانچہ نبیوں کے سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: (قیامت کے دن) ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور

قرآن پڑھا، وہ حاضر کیا جائے گا (اللہ تعالیٰ) اس کو نعمتیں یاد دلائے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ان نعمتوں کے مقابلے میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا: میں نے تیرے لیے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن پڑھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا۔ حکم ہو گا کہ اسے مُنہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔<sup>(۱)</sup> ایک اور حدیث پاک میں نبی رحمت، شَفِیعُ اُمّتِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت ہے: بے شک جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وادی اُمّتِ محمدیہ عَلَی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ان ریاکاروں کے لیے تیار کی ہے جو قرآن پاک کے حافظ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کے لیے صدقہ کرنے والے، بیٹ اللہ کا حج کرنے والے اور راہِ خدا میں نکلنے والے ہونگے۔<sup>(۲)</sup>

## نفلِ روزہ اور صدقہ و خیرات کا پوشیدہ رکھنا

عرض: نفلِ روزہ رکھنے اور صدقہ و خیرات کرنے والے اپنی نیکیاں کیسے چھپائیں؟

دینہ

① ..... مُسْلِم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء... الخ، ص ۱۰۵۶، حدیث: ۱۹۰۵

② ..... مُعْجَم کبیر، الحسن عن ابن عباس، ۱۲/۱۳۶، حدیث: ۱۳۸۰۳

ارشاد: جس کو واقعی اپنی نیکیاں چھپانے کا شوق اور ریاکاری کی تباہ کاریوں سے بچنے کا خوف ہو تو وہ خود ہی اپنے لیے راہیں نکال لیتا ہے۔ جب انسان کو کسی اچھے کام کا جذبہ ہو اور وہ اس کے لیے پوری کوشش کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے کامیابی کی منزل تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ پارہ 21 سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 69 میں ارشادِ ربِّ العباد ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا      ترجمہ کنز الایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں  
لَنَهْدِيَهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ      کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں  
اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾      گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

رہی بات نفلی روزہ دار کی کہ وہ اپنا روزہ کیسے چھپائے؟ تو اس کے لیے عرض ہے کہ روزہ ایک باطنی عبادت ہے جب تک روزہ دار خود نہ بتائے تو کسی دوسرے کو اس کے روزہ دار ہونے کا علم نہیں ہوتا اس لحاظ سے یہ تو ہے ہی پوشیدہ عمل البتہ ایسے افعال سے بچا جائے جن سے روزہ دار ہونے کا دوسروں کو علم ہو مثلاً بار بار تھوکنا، ہونٹوں کو خشک رکھنا وغیرہ۔ ہاں! اجتماعی طور پر جہاں نفلی روزے رکھنے کا اہتمام ہو وہاں اپنے روزوں کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں ہوتا اور اس میں حرج بھی نہیں کیونکہ جو مجبور ہے

وہ معذور ہے۔ (1)

ایسے ہی نفلی صدقہ و خیرات کرنے والے اگر اپنے عمل کو چھپانا چاہیں تو ان کے لیے بھی بہت راستے ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک گروہ نے اپنا عمل چھپانے میں اس قدر مُبالغہ کیا کہ صدقہ لینے والے بھی ان کو نہ پہچانیں۔ اس لیے بعض تو اپنے صدقے کو اندھے کے ہاتھ میں دے دیتے۔ بعض اپنے صدقے کو فقیر کے راستے میں رکھ دیتے۔ بعض اپنے صدقے کو اس جگہ رکھ دیتے جہاں فقط فقیر بیٹھتا ہے اور فقط وہی اسے دیکھ سکتا ہے کہ دینے والے کو بھی علم نہ ہو (کہ فقیر نے لے لیا ہے)۔ بعض اپنے صدقے کو سوئے ہوئے فقیر کے کپڑے سے باندھ دیتے۔ بعض اپنے صدقے کو کسی اور کے ہاتھ فقیر تک پہنچا دیتے۔ (2)

اپنے روزوں اور صدقہ و خیرات کو پوشیدہ رکھنے والوں کے لیے حضرت

①..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کئی اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں میں رَجَبُ الْمُزَجَّب اور شَعْبَانُ الْمُعَظَّم دونوں مہینوں میں روزے رکھنے کی ترکیب ہوتی ہے اور مسلسل روزے رکھتے ہوئے یہ حضرات رَمَضَانَ الْمُبَارَك سے مل جاتے ہیں۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

②..... تفسیر غرائب القرآن، پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۷۱، ۲/۵۰-۵۱

سَیِّدُنَا عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰیہِ السَّلَامُ کا ارشاد بہترین نصیحت بنیاد ہے چنانچہ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنَا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِیٰ نقل فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنَا عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰیہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ اپنے سر اور داڑھی میں تیل لگائے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیرے تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ یہ روزہ دار ہے اور جب دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے پر پردہ ڈال دے۔<sup>(۱)</sup>

## روزے اور صدقہ و خیرات پوشیدہ رکھنے کے واقعات

عرض: نفلی روزے اور صدقہ و خیرات کو پوشیدہ رکھنے کے حوالے سے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْبَرِّیْنِ کے کچھ واقعات بیان فرمادیجیے۔

ارشاد: ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْبَرِّیْنِ جو بھی عمل کرتے محض اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتے یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر کام ریاکاری سے دُور اور اخلاص سے معمور ہوا کرتا تھا، مگر افسوس! آج ہماری حالت یہ ہے کہ نامہ اعمال میں دُور دُور تک نیکی کا نام و نشان نہیں ہوتا، اگر خوش قسمتی سے کوئی نیک عمل کر بھی لیں مثلاً کسی ایک دن کا نفلی روزہ ہی

دینے

① ..... احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، الشطر الثانی... الخ، بیان ذم الریاء، ۳/۳۶۱



رکھ لیں تو پھولے نہیں سماتے، اس وقت تک سکون نہیں ملتا جب تک لوگوں کے سامنے اپنے روزہ دار ہونے کا اعلان کر کے ان سے نیک نامی کی سند نہ لے لیں جبکہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّ سَالِہَا سَال سے روزہ دار ہونے کے باوجود لوگوں کو بتانا تو دُور کی بات اپنے گھر والوں تک کو خبر نہیں ہونے دیتے چنانچہ حضرت سَیِّدُنَا اِبْنِ اَبی عَدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَرِّ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنَا دَاوُد طَائِی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُسْمَل چالیس سال تک اس طرح روزے رکھتے رہے کہ ان کے گھر والوں کو بھی علم نہ ہو سکا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ریشم فروش تھے اور آپ کا یہ معمول تھا کہ صبح گھر سے جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لے جاتے، راستے میں (کسی فقیر کو) بطورِ صدقہ دے دیا کرتے اور گھر آ کر شام کے کھانے سے افطار فرما لیتے تاکہ گھر والوں کو آپ کا روزہ دار ہونا معلوم نہ ہو سکے۔ (1)

### پوشیدہ صدقہ و خیرات کرنے کا جذبہ

خاندانِ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت سَیِّدُنَا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پوشیدہ صدقہ و خیرات کرنے کا جذبہ اور طریقہ ملاحظہ کیجیے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت سے غُرَبَاءِ اہلِ مدینہ کے گھروں میں اس قدر چھپا دینے

1..... تاریخ بغداد، باب الدال، داود بن نصیر، ۳۴۶/۸

کر رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غُرُبا کو بھی خبر نہ ہوتی کہ یہ مال کہاں سے آتا ہے؟ مگر جب آپ کا وصال ہو گیا اور رات میں پوشیدہ ملنے والا مال غُرُبا نے نہ پایا تو ان کو پتا چلا کہ یہ مال بھیجنے والے حضرت سیدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ حضرت سیدنا شعیبہ بن نَعْمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال ہوا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ 100 گھروں کی کفالت فرمایا کرتے تھے۔<sup>(1)</sup>

### ﴿میرا نام کسی پر ظاہر نہ فرمائیں﴾

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابواسمعیل بن نجید نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کے شیخ ابو عثمان حیري عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کو مجاہدین کے لیے کچھ رقم کی ضرورت پڑی لیکن کہیں سے کچھ انتظام نہ ہو سکا، تو شیخ نے سیدنا ابنِ نجید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی سے اس ضرورت کو بیان فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فوراً دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لا کر شیخ کے قدموں پر ڈال دیں۔ شیخ یچد خوش ہوئے اور بھری مجلس میں اس کا اعلان فرما دیا اور لوگوں نے خوب واہ وا کی مگر ابنِ نجید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کو انتہائی صدمہ ہوا کہ افسوس! میرا یہ عمل خیر لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ بے تابانہ بھری مجلس میں

دینے

1..... سیر اعلام النبلاء، علی بن ابی الحسین... الخ، 5/336-337 ملخصاً

شیخ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے میرا مال واپس کر دیجیے میں ابھی اس کو راہِ خدا میں خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے فوراً درہموں کی تھیلیاں ابنِ نجید عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّحِید کے سامنے ڈال دیں، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تھیلیاں اٹھا کر گھر لے آئے۔ حاضرینِ مجلس میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں۔ جب رات ہوئی اور شیخ اکیلے رہ گئے تو حضرت سیدنا ابنِ نجید عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّحِید پھر دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے شیخ! آپ اس مال کو پوشیدہ طور پر خرچ فرمائیں اور میرا نام ہر گز کسی پر ظاہر نہ فرمائیں۔ یہ سُن کر شیخ ابو عثمان حیری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّحِید پر حالتِ گریہ طاری ہو گئی اور فرمانے لگے کہ ابنِ نجید عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّحِید! تیری ہمت پر صد آفرین ہے۔<sup>(۱)</sup>

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی

عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا (سامانِ بخشش)

## نمازی اور حاجی نیکیاں کیسے چھپائیں؟

عرض: نمازی اور حاجی کس طرح اپنی نیکیاں چھپائیں؟

ارشاد: نماز ہو یا حج، زکوٰۃ ہو یا خیرات، کوئی سا بھی عملِ خیر ہو اُسے مخفی ہی رکھنے

دینہ

1..... بستانِ المحدثین، ص ۲۵۲-۲۵۳ ملخصاً

میں اس کی حفاظت اور بقا ہے۔ فی زمانہ اپنی نیکیوں کو چھپانا بہت مشکل ہے مگر ناممکن نہیں۔ حدیث پاک میں ہے: آدمی کا فرض نماز کے علاوہ (نفل) نماز اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے۔<sup>(۱)</sup> مگر آہ! آج ہمارے دلوں میں سکون و اطمینان ہے نہ گھروں میں امن و سلامتی کہ فرائض و تحیۃ المسجد کے علاوہ بقیہ نماز و نوافل وغیرہ گھروں میں چھپ کر یکسوئی کے ساتھ ادا کر سکیں اور مزید یہ کہ بقیہ نماز گھر میں ادا کرنے پر لوگوں کی طرف سے بدگمانی انہیں گناہ میں مبتلا کر سکتی ہے لہذا بقیہ نماز بھی مسجد ہی میں پڑھ لیجیے۔ میرے آقا علیؑ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعَالَمِینَ فرماتے ہیں: اب فی زمانہ سنتوں کے مساجد ہی میں پڑھنے پر مسلمانوں کا عمل ہے اور اس میں کئی مصلحتیں ہیں کہ گھر جا کر سنتیں ادا کرنے میں وہ اطمینان نہیں ہوتا جو مساجد میں ہوتا ہے اور لوگوں کی عادت کے خلاف کرنا باعثِ طعن و رسوائی اور بدگمانیوں اور غیبتوں کا دروازہ کھولتا ہے۔ گھر میں سنتیں (اور نوافل) ادا کرنے کا حکم صرف مستحب ہے مگر ان مصلحتوں کی رعایت کو اس حکم پر ترجیح دی جائے گی لہذا اب سنتیں وغیرہ مساجد ہی میں ادا کی جائیں۔ ائمہ دین رَحْمَتُہُمُ اللہُ الْعَلِیْمِینَ فرماتے ہیں: معمول کے خلاف کرنا شہرت اور مکروہ ہے۔<sup>(۲)</sup>

دینہ

① ..... بخاری، کتاب الاذان، باب صلاة اللیل، ۲۶۰/۱، حدیث: ۷۳۱

② ..... فتاویٰ رضویہ، ۷/۴۱۶ طبعاً

ہاں! نفل نمازوں کی ادائیگی، تلاوتِ قرآنِ پاک اور وظائف وغیرہ جہاں تک ممکن ہو پوشیدہ طور پر ادا کیجیے اور ادا کرنے کے بعد بھی انہیں لوگوں سے مخفی رکھیے اور بارگاہِ الہی میں ان کی قبولیت کی دعا کرتے رہیے۔ بسا اوقات شیطان لوگوں کو ”تحدیثِ نعمت“ کا جذبہ دلا کر انہیں عبادات ظاہر کرنے پر اکساتا ہے تو اچھے بھلے نیک و پارسا نظر آنے والے بھی ”تحدیثِ نعمت“ کہہ کر اپنی عبادات کے ڈنکے بجانا شروع کر دیتے ہیں کہ ”میں تو اتنے سال سے باجماعت نماز ادا کر رہا ہوں، اتنا عرصہ ہو گیا میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، میں ہمیشہ پہلی صف میں نماز ادا کرتا ہوں، رات کو جب تک اٹھ کر تہجد ادا نہ کر لوں تو سکون ہی نہیں ملتا وغیرہ۔“ اس طرح اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے نیک اعمال کا اجر و ثواب بھی ضائع ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنانے کے منصوبے بھی دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے عمل کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے خوش ہو کر لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے لوگوں کے دل خود بخود اسے نیک ماننے لگتے ہیں۔

**اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کیا فائدہ!**

اسی طرح حاجی کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر اخلاص پیدا کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور یہ تصور کرے کہ نہ جانے میں حج کے مناسک اُس کے شایانِ شان ادا کر سکا ہوں یا نہیں، میں واقعی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھی مقبول حاجی ہو چکا ہوں یا نہیں۔ یقیناً حقیقی حاجی تو وہی ہے جس کا حج اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قبول ہو چکا ہے ورنہ اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کیا فائدہ! جب حاجی اپنے اندر اس طرح خوف و خشیت کی کیفیت پیدا کرے گا تو اسے اپنے آپ کو ”حاجی“ کہنے کہلوانے اور اپنے حج و عمرہ کی تعداد بیان کرنے کی خواہش ہی نہ رہے گی۔ اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا شوق بہت بُرا ہے کہ اس سے نیک اعمال داؤ پر لگ جاتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک دانا غلام اور اس کے نادان آقا کی عبرت انگیز حکایت ملاحظہ کیجیے:

### نمک کی خاطر حج کا سودا

ایک غلام اور آقا حج کر کے پلٹے، راہ میں نمک نہ رہا، نہ خرچ تھا کہ مول (قیمتاً) لیتے، ایک منزل پر آقا نے غلام سے کہا: بقال (سبزی فروش / کھانے پینے کا سامان بیچنے والے) سے تھوڑا سا نمک یہ کہہ کر لے آؤ کہ ”میں حج سے آیا ہوں۔“ چنانچہ وہ گیا اور یہ کہہ کر تھوڑا سا نمک لے آیا۔ دوسری منزل پر آقا نے پھر بھیجا اور کہا: اس باریوں کہو کہ ”میرا آقا حج سے آیا ہے۔“ چنانچہ اس بار بھی غلام یہ کہہ کر تھوڑا سا نمک لے آیا۔ تیسری منزل پر

آقا نے پھر بھیجنا چاہا، تو غلام (جو کہ حقیقتاً آقا بننے کے قابل تھا اُس) نے جواب دیا: پُرسوں نمک کے چند دانوں کے بدلے اپنا حج بیچا، کل آپ کا بیچا، آج کس کا بیچ کر لاؤں؟<sup>(1)</sup>

## ایک جملے میں دو حج ضائع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی وہ غلام بہت دانا تھا، اس نے اپنے آقا اور آج کل کے ہر حاجی صاحب کو کتنی زبردست اور عبرت انگیز بات بتائی کہ اپنے حج کا اعلان کر کے نمک حاصل کرنا گویا کہ اپنا حج ہی بیچ دینا ہے۔ اسی طرح حضرت سیدنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے، میزبان نے خادم سے کہا: ”اُن برتنوں میں کھانا کھلاؤ جو میں دوبارہ (دوسرے) حج میں لایا ہوں۔“ حضرت سیدنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: مسکین! اُٹو نے ایک جملے میں اپنے دو حج ضائع کر دیئے۔<sup>(2)</sup>

## ریا کاری کے خوف سے نیک عمل ترک کرنا کیسا؟

عرض: کوئی شخص اس اندیشے سے نیک عمل ترک کر دے کہ جب ریا کاری، تکبر

1..... فضائلِ دُعا، ص ۲۸۱، طُحْصاً

2..... فضائلِ دُعا، ص ۲۸۱، طُحْصاً

اور خود نمائی وغیرہ سے نیک عمل اکارت ہو جاتے ہیں تو ان کو بجالانے کا کیا فائدہ، کیا ایسا کرنا دُرست ہے؟

ارشاد: ریاکاری، تکبر اور خود نمائی وغیرہ آفات کی وجہ سے نیک عمل ترک کر دینا دانشمندی نہیں بلکہ سراسر نادانی اور وسوسہ شیطانی ہے۔ اس شیطانی وسوسے کو دور کرتے ہوئے نیک اعمال چھوڑنے کے بجائے اپنی نیت درست کرنی چاہیے کیونکہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑایا جاتا ہے ناک نہیں کاٹی جاتی۔ حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَلَّی فرماتے ہیں: ریاکاری کے خوف سے عمل چھوڑ دینے والے شخص کی مثال اس غلام کی طرح ہے جسے آقا نے ایسی گندم دی جس میں دیگر دانے بھی ملے ہوئے تھے اور کہا: اسے اچھی طرح صاف کر دو۔ غلام اس خوف سے کہ میں اسے اچھی طرح صاف نہ کر سکوں گا لہذا آقا کی بات پر سرے سے عمل ہی چھوڑ دیتا ہے۔ تو ریاکاری کے خوف سے سرے سے عمل ترک کرنا اخلاص کو ترک کرنا ہے اور ریاکاری کے ایسے خوف کا کوئی اعتبار نہیں۔<sup>(۱)</sup>

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اخلاص ہو یا نہ ہو بہر صورت فرائض و واجبات بجالانے ہی میں فائدہ ہے۔ اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے اعمال کا

دینہ

۱..... احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ترک الطاعت... الخ، ۳/۳۹۵



فائدہ تو ظاہر ہے اور بغیرِ اخلاص (یعنی ریاکاری وغیرہ) کے ساتھ کیے جانے والے نیک اعمال کا اگرچہ ثواب نہیں ملتا مگر پھر بھی عبادات کی صحت (یعنی فرائض و واجبات وغیرہ کے ذمے سے ساقط ہو جانے) کا حکم دیا جائے گا ”مثلاً ریا کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے لہذا ثواب نہیں۔“<sup>(۱)</sup> اور اگر ریاکار سچی توبہ کر لے تو اس کی برکت سے گزشتہ ریاکاری کی نامقبول عبادات کے بارگاہِ الہی میں قبول ہونے اور ثواب ملنے کی اُمید ہے جیسا کہ مفسرِ شہیر، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ اللہ فرماتے ہیں: ریا سے عبادت ناجائز (یعنی باطل) نہیں ہو جاتی بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر ریاکار آخر میں ریا سے توبہ کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادت بھی قبول ہو سکتی ہیں (اور چونکہ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے (لہذا) کوئی شخص ریا کے اندیشے سے عبادات نہ چھوڑے بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے۔<sup>(۲)</sup> بہر حال نیک اعمال ترک نہ کیے جائیں بلکہ ان میں پائی جانے والی بُرائیوں کو دور کیا جائے جو اجر و ثواب

دینے

① ..... بہارِ شریعت، ۳/ ۶۳۶-۶۳۷، حصہ: ۱۶

② ..... میراثُ المناجیح، ۷/ ۱۲۷

میں کمی یا محرومی کا باعث ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرنے اور ان پر استقامت پانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

عطا کر دے اخلاص کی مجھ کو نعمت

نہ نزدیک آئے ریا یا الہی (وسائلِ بخشش)

## مصنفین و شعراء کا نام و تخلص استعمال کرنا

عرض: مصنفین و مؤلفین کا اپنی کُتب پر نام لکھنا، شعراء کا اپنے کلام میں تخلص استعمال کرنا کیسا ہے؟

ارشاد: مصنف یا شاعر کی شخصیت اگر اس قدر معروف اور مُستند ہو چکی ہو کہ لوگ کتاب یا کلام میں اس کا نام و تخلص<sup>(۱)</sup> دیکھ کر ہی اسے لے لیں گے اور پڑھیں گے تو اب دینی فوائد کے پیش نظر اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اپنا نام و تخلص استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی شخصیت ہے کہ آپ کا نام و تخلص جس کتاب یا کلام میں ہو اسے قبولیت کے بارہ چاند لگا دیتا ہے اور اگر آپ کا نام و تخلص نکال دیا جائے تو شاید بہت سے لوگ نہ

..... 1 تخلص کی تعریف: شاعر کا وہ مختصر نام جو وہ اپنے اشعار میں استعمال کرتا ہے۔ (فیروز اللغات)

پڑھیں۔<sup>(۱)</sup> مصنف یا شاعر اس مقام پر پہنچنے کے بعد بھی نام ڈالتے وقت ایک سو ایک بار اپنی نیت پر غور کر لے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام کا بھلا کرتے کرتے خود ریاکاری کے غمیق گڑھے میں جا پڑے۔ حدیثِ پاک میں ہے: لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو غیر کی دنیا کے لیے اپنی آخرت خراب کر دے۔<sup>(۲)</sup>

اگر کوئی مصنف یا شاعر اس قدر مشہور و معروف نہیں اور نہ ہی اس کے نام کے سبب کتاب لینے اور پڑھنے والوں کی تعداد میں کوئی اضافہ ممکن ہے تو اسے خوب غور کر لینا چاہیے کہ کونسا جذبہ اسے نام و تخلص لکھنے پر ابھار رہا ہے؟ بغیر نام و تخلص کے کتاب و کلام چھاپنے پر قلبی صدمہ کیوں ہو رہا ہے؟ اگر اس کا اپنی تحریر یا کلام سے مقصود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور لوگوں کی اصلاح کرنا ہے تو وہ بغیر نام و تخلص کے بھی ہو سکتی ہے، البتہ یہاں یہ یاد رکھیں کہ نام لکھنے میں بہت سی اچھی نیتیں ہو سکتی ہیں، ہم اپنے عمل پر غور دینے

①..... شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شخصیت بھی ایسی ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا نام جس کتاب یا رسالے پر ہوتا ہے تو اسے قبولیت کے بارہ چاند لگا دیتا ہے، لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تحریر کردہ کتب و رسائل پڑھ کر لاکھوں لاکھ لوگوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

②..... شُعبہ الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ و ترک الریاء، ۵/ ۳۲۵، حدیث: ۱۹۳۸

کریں، دوسروں پر بدگمانی نہ کریں کہ یہ حرام ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

## مصنف اور نعت خواں ریاکاری سے کیسے بچیں؟

عرض: مصنف، کالم نگار، شاعر اور نعت خواں ریاکاری سے کیسے بچیں؟

ارشاد: مصنف ہو یا کالم نگار، شاعر ہو یا نعت خواں، عام ہو یا خاص سبھی کو چاہیے کہ ریاکاری سے بچنے کے لیے اپنی نیتوں کو درست رکھیں۔ ہر قول و فعل سے پہلے خوب غور و فکر کرنے کی عادت بنائیں کہ اس سے اُس کا مقصد کیا ہے؟ اگر اس میں دکھاوے کی بو پائیں تو فوراً اپنی نیت کی اصلاح فرمائیں اور یہ ذہن بنائیں کہ بارگاہِ الہی میں وہی عمل مقبول ہوتا ہے جو فقط رِضائے الہی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو دکھانے یا سنانے کی خاطر کیے گئے نیک عمل کا قبول ہونا تو ایک طرف رہا! الناعذابِ جہنم کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس طرح غور و فکر کرنے کی عادت بنانے سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی تحریر و تقریر بلکہ ہر قول و فعل ریاکاری کی آفت سے دُور اور اخلاص کی دولت سے مغمور ہو جائے گا۔

اگر آپ اپنی تحریر کے ذریعے مسلمانوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس

کے لیے نرم و ہمدردانہ اور مصلحت بھرا انداز اپنانے کی کوشش کیجیے،  
 تحریر میں ہر گز ایسے الفاظ استعمال نہ کیجیے جن سے اپنی بڑائی اور خود ستائی کا  
 اظہار ہو مثلاً ”اس موضوع پر میری تحریر حرفِ آخر ہے، میں نے اس تحریر  
 میں ہزاروں کُتب کا نچوڑ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے، میری یہ کتاب آپ  
 کو دیگر کُتب سے بے نیاز کر دے گی“ وغیرہ۔ یاد رکھیے! اگر کوئی اس انداز  
 سے عزت کمانا یا عوام میں اپنی علمیت کا لوہا منوانا چاہے تو یہ اس کی بھول  
 ہے کیونکہ لوگ ایسے مصنفین کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ بہر حال اگر کسی  
 کی تحریر میں اس قسم کے الفاظ پائیں خصوصاً معروف علماء اور بزرگانِ دین  
 کی کتابوں میں تو ان کے بارے میں اپنے دل میں ہر گز ہر گز بدگمانی نہ لائیں  
 کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر ایک کی نیت و ارادے  
 سے باخبر ہے۔

### اصلاح کرنے کا بہترین طریقہ

اگر آپ اپنی تحریر کے ذریعے کسی غلطی کرنے والے کی اصلاح کرنا چاہتے  
 ہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے بالمشافہ (براہِ راست) تنہائی  
 میں اس سے رابطہ کیجیے اور نرمی سے اسے سمجھائیے کہ سب کے سامنے  
 اصلاح کرنا گویا اسے ذلیل و رسوا کرنا ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابودرداء

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مزین (آراستہ) کر دیا۔<sup>(1)</sup> اگر آپ پہلے رابطہ کرنے کے بجائے اس کا رد لکھ کر چھاپ دیں اور پھر اس سے توبہ کا مطالبہ کریں تو اس طرح قبولِ حق کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اس طرح سامنے والا اصلاح قبول کرنے کے بجائے مقابلے پر اتر آتا ہے لہذا مصنفین اور کالم نگاروں کو چاہیے کہ اپنی تحریر میں خلوصِ نیت کے ساتھ حکمت بھر انداز اپناتے ہوئے خود کو ریاکاری، خود ستائی اور حُبِ جاہ سے بچانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح نعت خواں اسلامی بھائیوں کو اچھی آواز کے ساتھ ساتھ اگر بھرپور اخلاص کی دولت بھی میسر آجائے تو سونے پہ سہاگا ہے۔ آج کل نعت خوانی جیسے مقدس کام کو بھی بعض نعت خوانوں نے محض ایک رسم اور کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ اگر انہیں کوئی مالدار، سرمایہ دار دعوت دے تو وہاں سر کے بل پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دورانِ نعت جوں جوں نوٹوں کی برسات ہوتی ہے تو وہ مچلنے لگتے ہیں، ان پر وجد کی سی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے، اشعار کا تکرار ہونے لگتا ہے، کبھی کوئی شعر سیٹھ صاحب

دینہ

1..... تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص ۴۹

کی نذر کرتے ہیں تو کبھی حاجی صاحب کی الغرض ان کا مائیک چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اگر کوئی غریب و نادار، سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عاشق زار اپنے گھر میں محفلِ نعت کا اہتمام کرے اور انہیں بلائے تو ان کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا، متعدد محافل میں شرکت کی وجہ سے انہیں تھکاوٹ بھی ہو جاتی ہے اور مسلسل نعتیں پڑھنے کے سبب گلا بھی خراب ہو چکا ہوتا ہے۔ ایسے نعت خوانوں کو غور کرنا چاہیے کہ کیا اسی کا نامِ اخلاص ہے؟ کیا اسی کو عشقِ رسول کہتے ہیں؟ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے نعتیں پڑھنی ہیں تو امیر و غریب کے ہاں جانے میں فرق کیوں؟ بڑی محفل اور گھر کی محفل میں نعت پڑھنے کے انداز میں فرق کیوں؟ رضائے الہی تو ان چیزوں کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے بلکہ مزہ تو اسی میں ہے کہ کوئی آئے یا نہ آئے، ایکو ساؤنڈ ہو یا نہ ہو، آپ نعت پڑھے جارہے ہوں۔ شہنشاہِ سخن، اُستادِ زَمَن مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کیا خوب فرماتے ہیں:۔

دل میں ہو یاد تری گوشہٴ تنہائی ہو

پھر تو خلوت میں عجب آنجن آرائی ہو (ذوقِ نعت)

اپنے علم، ہنر اور فن کو ظاہر کرنا کیسا؟

عرض: کیا نیکیوں کی طرح علم، ہنر، فن، صلاحیت، دولت اور عہدے وغیرہ کو

بھی چھپانا چاہیے؟

ارشاد: کوئی علم ہو یا فن، ہنر ہو یا صلاحیت، دولت ہو یا عہدہ یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں ہیں۔ انہیں لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے اور پوشیدہ رکھنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر واقعی ان چیزوں کو ظاہر کرنے کی حاجت ہے تو ظاہر کر سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص عالم ہے اور وہاں پر بد مذہبیت اور فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے تو اب اس عالم پر فرض ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے اور ان فتنوں اور بد مذہبیت کا سدِ باب کرے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ وعیدِ شدید کا مستحق ہو گا چنانچہ کئی مدنی سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب فتنے یا فرمایا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ اس کا فرض قبول کرے گا اور نہ ہی نفل۔<sup>(۱)</sup>

کَلْبِ رِضَا ہِے خَجْرِ خُونَوَارِ بَرَقِ بَارِ

أَعْدَا سِے کَہْدُو خَیْرِ مَنَائِمِ نِہ شَرِّ کَرِیْمِ (حدائقِ بخشش)

دینہ

۱..... الجامع لاحلاق الراوی، باب اتخاذ المستملی، املاء فضائل الصحابة... الخ، ص ۳۵،

حدیث: ۱۳۵۲



## عالم کا اپنا علم ظاہر کرنے کی صورتیں

شیخ الاسلام حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر کوئی عالم ایسے شہر میں جائے جہاں کے رہنے والے لوگ اس کے علم اور اطاعت کو نہ جانتے ہوں تو اسے اس بات کا اختیار ہے کہ ان کے سامنے اس نیت سے اپنا علم و تقویٰ ظاہر کرے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں اور اس سے نفع اٹھائیں، اس کی مثال حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور اس سے نفع اٹھائیں، اس کی مثال حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام میں یوں بیان کیا گیا ہے:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ  
الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْهَا ۝  
ترجمہ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین  
کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفاظت والا  
علم والا ہوں۔

اسی طرح اگر کوئی جاہل یا دشمنی رکھنے والا اس کے علم کا انکار کر دے تو اسے اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے علم کے بارے میں بتانے کا اختیار ہے تاکہ اس دشمنی رکھنے والے کی ناک خاک آلود ہو جائے اور لوگ اسے قبول کرتے ہوئے اس کے علوم سے نفع اٹھائیں۔<sup>(۱)</sup>

دینہ

1..... الزواج، الباب الاول في الكبائر... الخ، الكبيرة السادسة والاربعون... الخ، ۱/۲۰۲-۲۰۳

اگر کوئی ایسی صورت نہ ہو تو پھر بلا وجہ اپنے علم و فضل کا اظہار نہ کیا جائے، مثلاً میں عالم و فاضل ہوں، میں بھی فلاں شیخ الحدیث صاحب کا شاگرد ہوں، ہم نے بھی علما کے جوتے سیدھے کیے ہیں وغیرہ کہ اس سے حُبِ جاہ، ریاکاری اور غرور و تکبر میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ یہی معاملہ ہنر، فن، صلاحیت، دولت اور عہدے وغیرہ کے اظہار کا بھی ہے۔ اگر ان چیزوں کے اظہار کی کوئی خاص ضرورت و حاجت نہیں تو پھر بلا وجہ ان کو ظاہر نہ کیا جائے کہ اس سے خود ستائی، حُبِ جاہ اور دیگر کئی باطنی امراض کی گناہ والی صورتوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ بلا ضرورت نعمتوں کے اظہار سے ویسے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان نعمتوں کی حفاظت ہو اور حاسدین سے بچا جاسکے۔ حدیثِ پاک میں ہے: تم پر اپنی نعمتوں کو پوشیدہ رکھنا لازم ہے (حسد سے بچنے کے لیے) کیونکہ ہر ذی نعمت پر حسد کیا جاتا ہے۔<sup>(۱)</sup>

### ڈاکٹر، سر جن، انجینئر اور پروفیسر

عرض: ڈاکٹر، سر جن، انجینئر اور پروفیسر وغیرہ کس طرح تعریف اور شہرت کی محبت سے بچ سکتے ہیں؟

دینہ

۱..... روح البیان، پ ۳۰، الضعی، تحت الآیة: ۱۱، ۱۰/۴۵۹

ارشاد: ڈاکٹر، سرجن، انجینئر اور پروفیسر وغیرہ حضرات میں عموماً حُبِ جاہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا ان کی تعریف کرے تو بہت خوب ورنہ یہ بیچارے خود اپنے کارنامے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں مثلاً اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو کہے گا کہ فلاں مریض اتنے ڈاکٹروں کے پاس گیا، کہیں افاقہ نہ ہوا بالآخر میرے پاس آیا تو دودن میں ٹھیک ہو گیا۔ فلاں مریض لاعلاج<sup>(1)</sup> تھا مگر میری دوا سے چند دنوں میں اس کی بیماری رفع دفع ہو گئی۔ یہی معاملہ سرجن کا ہے یہ اپنی تعریف میں یوں گویا ہوتا ہے کہ ایک مریض کا کیس فلاں سرجن نے خراب کر دیا تھا، مریض بے چارہ شدتِ درد سے تڑپ رہا تھا، لوگ اسے میرے پاس لے آئے، میں نے اس کا آپریشن کیا تو کامیاب ہو گیا، اب وہ مریض چلتا پھرتا ہے۔<sup>(2)</sup> اگر ڈسپنسر ہے اور شرعاً دینہ

1..... کسی بیماری کو اس معنی میں لاعلاج قرار دینا شرعاً درست نہیں کہ اس کا علاج ہی نہیں ہے کیونکہ موت کے سوا کوئی بھی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری تک پہنچا دی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم، کتاب السلام، باب لكل داء دواء... الخ، ص ۱۲۱۰، حدیث: ۲۲۰۴) ہاں! یہ بات الگ ہے کہ کئی امراض کا علاج اطباء تک دریافت نہیں کر پائے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

2..... بلا حاجت شرعی کسی کی خامی یا کمزوری دوسرے کے آگے بیان کرنا غیبت و گناہ ہے، البتہ بعض ڈاکٹر اور سرجن بدعنوان بھی ہوتے ہیں، اگر ایسے ڈاکٹروں اور سرجنوں سے کسی مریض کو بچانا مقصود ہو تو اس نیت سے ان کی کمزوری یا خامی صرف اُس کے آگے بیان کرنا جسے بتانے میں مصلحت ہو تو اس صورت میں بتانے والا گنہگار نہیں۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

علاج کرنے کا اہل نہیں تو یہ بھی اس معاملے میں کسی سے کم نہیں، اس کو بھی موقع ملے تو اپنے آپ کو ڈاکٹر لکھنے اور کہنے سے نہیں چوکتا۔<sup>(۱)</sup>

انجینئر اور پروفیسر حضرات بھی بد قسمتی سے اسی زمرے میں آتے ہیں۔ افسوس! فی زمانہ حُبِ جاہ کی ٹُخوست عام ہوتی جا رہی ہے، اپنی تعریف کی خواہش تو ہر ایک کو ہوتی ہے مگر ان لوگوں میں یہ چیز زیادہ پائی جاتی ہے۔ اپنا نام بھی ڈاکٹر، سرجن، انجینئر اور پروفیسر کہے بغیر نہیں لیتے۔ ان سب کو چاہیے کہ جہاں عہدہ ظاہر کرنے کی ضرورت و حاجت نہ ہو تو وہاں بلا وجہ اس کا اظہار نہ کریں، اپنی واہ واکرانے کے لیے اپنی تعریفیں اور دوسروں کی خامیاں بیان کر کے ان کی تذلیل نہ کریں۔ یہ چند باتیں عمومی اعتبار سے عرض کی گئی ہیں، ہر ایک ایسا ہو یہ ضروری نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک اور مخلص بندے بھی اس دھرتی پر موجود ہیں۔

## سادہ لباس پہننے کی فضیلت

عرض: بعض لوگ دولت مند ہونے کے باوجود عام سالِ لباس پہنتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

دینہ

①..... انسان جس وصف کا اہل نہ ہو اس وصف سے اپنی تعریف کرنا یا سنا پسند کرنا مذموم صفت اور حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعَالَمِینَ فرماتے ہیں: اگر کوئی اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ ان فضائل سے اس کی ثنائیں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۵۹۷)

ارشاد: اگر کوئی شخص بطور عاجزی و انکساری سادہ لباس پہنتا ہے تو یہ قابلِ تعریف ہے۔ یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو عمدہ لباس پہننے کی طاقت رکھنے کے باوجود محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کرتے ہوئے سادہ لباس پہنتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت ان کو جنتی لباس پہنائے گا چنانچہ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: جو باوجودِ قدرت اچھے کپڑے پہننا، تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے کرامت کا محلہ (یعنی جنتی لباس) پہنائے گا۔<sup>(۱)</sup>

اگر کوئی عمدہ لباس اس نیت سے پہنے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کا اظہار ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کو پسند فرمایا ہے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فرحتِ نشان ہے: بے شک اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے کہ بندے پر اس کی نعمت کا اثر دکھائی دے۔<sup>(۲)</sup>

### لباسِ شہرتِ باعثِ ذلت

ہاں! اگر کوئی عمدہ لباس یا انتہائی سادہ لباس اس نیت سے پہنے کہ لوگ اس کو

دینے

① ..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظاً، ۴/۳۲۶، حدیث: ۴۷۷۸

② ..... مستدرک حاکم، کتاب الاطعمۃ، ان اللہ تعالیٰ یحب... الخ، ۵/۱۸۵، حدیث: ۷۷۷۰

مالدار یا سادگی کا شاہکار جانیں، اس کی تعریف کریں اور اس کی عزت و تکریم، بجالائیں تو اس صورت میں ایسا لباس پہننے کی ممانعت ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے (دنیا میں) شہرت کا لباس پہنا، قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا۔<sup>(۱)</sup>

### لباسِ شہرت سے مراد

اس حدیثِ پاک کے تحت صدر الشریعہ، بدرُ النظریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: لباسِ شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص دُرُویش نہ ہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے دُرُویش سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو۔<sup>(۲)</sup> معلوم ہوا کہ اچھی نیت سے نیا اور عمدہ لباس پہننا اور دل میں فرحت محسوس کرنا شرعاً مذموم نہیں کہ یہ ایک فطری عمل ہے۔ ہاں! نمود و نمائش کی نیت سے نیا اور عمدہ لباس پہننا اور پھر

دینہ

۱..... ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من لبس شہرة من الثیاب، ۴/ ۱۶۳، حدیث: ۳۶۰۶

۲..... بہارِ شریعت، ۳/ ۴۰۴، حصہ: ۱۶

دوسروں پر اس کا اظہار کرنا خود نمائی و غیرہ آفات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

## کَلَفِ دارِ لباس کا استعمال

عرض: کیا استری کیے ہوئے اور کَلَفِ دارِ لباس پہننے سے بھی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے؟ نیز کَلَفِ دارِ کپڑے پہننے والا کیانیت کرے؟

ارشاد: جی ہاں! استری کیے ہوئے اور کَلَفِ دارِ لباس پہننے سے بھی بڑائی کا اظہار ہو سکتا ہے وہ یوں کہ اگر کوئی ایسا لباس پہن کر لوگوں کے سامنے فخریہ انداز میں چلے، اپنے لباس کی تعریف کرے یا دوسروں سے اپنے لباس کی تعریف سننے اور اچھی جگہ پر بیٹھنے کی خواہش کرے تو یہ تکبر یا فخر کی علامات ہو سکتی ہیں جن سے بچنا چاہیے، ہاں! اگر یہ کیفیات نہ ہوں تو پھر ایسا لباس پہننے میں حرج نہیں چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ 409 پر ہے: اتنا لباس جس سے سترِ عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جبکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے دیا ہے تو اُس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے، خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا

مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظرِ حقارت سے دیکھے لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آگیا لہذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بُری صفت ہے۔

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** معلوم ہوا کہ اچھا اور عمدہ لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کوئی بُری نیت نہ ہو لہذا جب بھی اچھا اور عمدہ لباس پہنیں تو بُری نیت سے بچتے ہوئے کوئی نہ کوئی اچھی نیت ضرور کر لیجیے تاکہ یہ لباس پہننا بھی کارِ ثواب بن جائے، مثلاً یہ نیت کر لیجیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یہ پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو اس لیے میں اچھا اور عمدہ لباس پہن رہا ہوں، ایسے ہی جمعہ، عیدین یا کسی اور خاص دینی موقع پر پہنتے وقت ان دنوں کی عظمت اور شعائرِ اسلام کی تعظیم کی نیت کر لیجیے۔

لباس سنتوں سے مُزین رہے اور

عمامہ ہو سر پر سجا یا الہی (وسائلِ بخشش)



## خوشبو لگانے میں اچھی نیت کی صورت

عرض: خوشبو لگانا کیسا ہے؟ نیز خوشبو لگاتے وقت اچھی نیت کیسے کی جائے؟

ارشاد: خوشبو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری نعمت ہے لہذا اچھی نیت سے اس کا استعمال کیا جائے۔ یاد رکھیے! بغیر کسی نیت کے اس کا استعمال مُباح (یعنی نہ ثواب نہ گناہ) ہے مگر اچھی اچھی نیتوں سے یہ مُباح کام بھی اجر و ثواب کا ذریعہ بن سکتا ہے جیسا کہ مُحَقِّق عَلَی الْإِطْلَاق، شیخ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْتَقَوٰی لکھتے ہیں: مُباح کاموں میں بھی اچھی نیت کرنے سے ثواب ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اِتِّبَاعِ سُنَّت، تعظیمِ مسجد، فَرَحَتِ دِمَاق (دماغ کی تازگی) اور اپنے مسلمان بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دُور کرنے کی نیتیں ہوں تو ہر نیت کا الگ ثواب ملے گا۔<sup>(1)</sup>

## خوشبو لگانے کی نیتیں

خوشبو لگانے سے قبل اپنے آپ کو ریاکاری سے بچانے اور اخلاص پانے کے لیے حسبِ حال اچھی اچھی نیتیں کر لیجیے بالخصوص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور اِتِّبَاعِ سُنَّت کی نیت ضرور ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ یہ نیتیں بھی کی جا سکتی ہیں مثلاً بِسْمِ اللہِ شریف پڑھ کر لگاؤں گا، مُسلمانوں اور فرشتوں کو دینے

خوشبو سے فرحت (یعنی خوشی و سرور) پہنچاؤں گا، خود سے بدبو دور کر کے مسلمانوں کو غیبت سے بچاؤں گا، نماز کے لیے زینت حاصل کروں گا، خوشبو سونگھ کر دُرود شریف پڑھوں گا، خوشبو استعمال کرنے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہوں گا وغیرہ وغیرہ۔

دُنیا پسند کرتی ہے عطر گلاب کو  
لیکن مجھے نبی کا پسینہ پسند ہے

### ﴿مُردار سے بھی زیادہ بدبودار خوشبو﴾

اگر کسی بُری نیت مثلاً لوگوں کے سامنے اترانے یا غیر عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی نیت سے خوشبو لگائی تو ایسا شخص گنہگار ہو گا اور وہ خوشبو بھی بروزِ قیامت مُردار سے زیادہ بدبودار ہو گی چنانچہ کئی مدنی سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے خوشبو لگائی تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کی مہک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہو گی اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کے لیے خوشبو لگائی تو بروزِ قیامت وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کی بو مُردار سے بھی زیادہ بدبودار ہو گی۔<sup>(۱)</sup>

دینہ

۱..... مصنف عبد الرزاق، کتاب الصیام، باب المرأة تصلی... الخ، ۴/۲۴۷، حدیث: ۷۹۶۳

## اسلامی بہنوں کے لیے خوشبو لگانے کا مسئلہ

اسلامی بہنیں بھی اپنے گھر کی چار دیواری میں جہاں فقط شوہر یا محارم ہوں وہاں ہر طرح کی خوشبو استعمال کر سکتی ہیں۔ ہاں! یہ احتیاط لازمی ہے کہ دیوڑ، جیٹھ اور دیگر غیر محارم تک خوشبو نہ پہنچے۔ اگر گھر سے باہر جائیں تو مہک والی خوشبو ہر گز نہ لگائیں جو غیر مردوں کی توجہ کا باعث بنے کہ عورت کے لیے ایسی خوشبو لگانے پر وعید شدید ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تاکہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

## قربانی کرنے میں ریاکاری سے کیسے بچیں؟

عرض: قربانی کرنے میں کیا نیت ہونی چاہیے؟ نیز قربانی کرتے وقت ریاکاری سے کیسے بچا جائے؟

ارشاد: مَحْضُوص جانور کو مَحْضُوص دن میں بہ نیتِ تقرب (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے) ذبح کرنا قربانی ہے۔<sup>(۲)</sup> قربانی کی اس تعریف سے ہی واضح ہے کہ قربانی محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے

دینہ

① ..... نسائی، کتاب الزینۃ، باب ما یکرہ للنساء من الطیب، ص ۸۱۸، حدیث: ۵۱۳۶

② ..... بہار شریعت، ۳/۳۲۷، حصہ: ۱۵

کی جائے۔ اگر کسی نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ لوگوں کو دکھانے اور اپنی تعریف کروانے کی غرض سے قربانی کی تو ایسی قربانی بارگاہِ الہی میں مقبول نہیں۔ قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور دلوں کی پرہیزگاری کی رعایت سے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کر سکتے ہیں کیونکہ بارگاہِ الہی میں قربانی کے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری ہی ایسی چیز ہے جو بارگاہِ الہی تک باریاب ہوتی ہے جیسا کہ پارہ 17 سورۃ الحج کی آیت نمبر 37 میں ارشاد ہوتا ہے:

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا      ترجمہ کنزالایمان: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت  
وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ      پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری  
يَسْأَلُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ      اس تک باریاب ہوتی ہے۔

لہذا ریاکاری سے بچتے ہوئے خلوص نیت کے ساتھ قربانی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بلا حاجت دوسروں کو اپنے جانور کی قیمت بتانے، خوبیاں سنانے، نمائش کے طور پر گلیوں میں گھمانے اور لوگوں سے اس کی تعریف سُن کر خوشی سے پھولے نہ سمانے سے بچنے کی ہر دم کوشش کرنی چاہیے اور اگر ریاکاری یا حُبِ جاہ کا اندیشہ محسوس ہو تو اس کے لیے قربانی کے جانور کو چوراہے میں باندھنے کے بجائے مویشیوں کے باڑے میں یا گھر کے کسی کونے

میں باندھے تاکہ وہ حسی الامکان لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ ذبح کرتے وقت بھی اپنے اخلاص کو قائم رکھتے ہوئے خواہ مخواہ چرچا کرنے سے بچے اور بارگاہِ الہی میں اخلاص و تقویٰ کی بھیک مانگتے رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ متقی اور پرہیزگار لوگوں کی ہی قربانی قبول فرماتا ہے چنانچہ پارہ 6 سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 27 میں ارشادِ ربِّ العباد ہے:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ السَّائِغِينَ ﴿٢٧﴾ ترجمہ کنز الایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

ہو اخلاق اچھا ہو کردار ستمرا

مجھے متقی تو بنا یا الہی (وسائلِ بخشش)

## حُبِ جاہ و منصب کی خاطر نیکوں کا اظہار

عرض: حُبِ جاہ و منصب کی خاطر اپنی نیکوں کا اظہار کرنا کیسا ہے؟  
 ارشاد: حُبِ جاہ و منصب کی خاطر اپنی نیکوں کا اظہار کرنا انتہائی خطرناک معاملہ ہے کہ اس سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس پر قابو پانے کے لیے احادیثِ مبارکہ میں وارد اس کے نقصانات پر غور کریں چنانچہ خُلُق کے رہبر، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اُمراء کے لیے ہلاکت ہے، منصب چاہنے والوں

کے لیے ہلاکت ہے، فِزْمَہ داروں کے لیے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ قومیں ضرور یہ تمنا کریں گی کہ ان کی پیشانیاں ٹریٹا ستارے سے مُعَلَّق ہوئیں اور وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹک رہے ہوتے اور انہیں کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔<sup>(۱)</sup>

اسی طرح ”حُبِ جاہ“ کی خاطر نیکیوں کا اظہار کرنے والوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت کے ساتھ ملانے سے بچتے رہو۔ (خبردار! کہیں) تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔<sup>(۲)</sup>

نیک اعمال کو اکارت کرنے کے لیے شیطان مختلف حربوں سے کام لیتا ہے۔ کبھی نیک کاموں کے ذریعے انسان کو حُبِ جاہ اور شہرت کا وسوسہ دلاتا ہے تو کبھی نُمُود و نمائش اور عہدہ و منصب کے حصول کا خواب دکھاتا ہے تو یوں نادان انسان شیطان کے وساوس و فریب میں آکر اپنی عبادات کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔ یاد رکھیے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں وہی اعمال مقبول ہوتے ہیں جو

دینہ

① ..... مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، قاضیان فی النار... الخ، ۵/۱۲۳، حدیث: ۷۰۹۹

② ..... فی رد میں الاعتبار، باب الالف، فصل فی التحریر والوعید، ۱/۲۲۳، حدیث: ۱۵۶۷

فقط اس کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ محض لوگوں کو دکھانے اور اپنی واہ وا کروانے کی نیت سے پہاڑوں کے برابر بھی کیے جانے والے اعمال بارگاہِ الہی میں قبول نہیں ہوتے جیسا کہ منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد (یعنی عبادت کرنے والے) نے ایک غار میں چالیس برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ فرشتے اُس کے اعمال لے کر آسمانوں پر جاتے اور وہ قبول نہ کیے جاتے۔ فرشتوں نے عرض کی: ”اے ہمارے پروردگار! تیری عزت کی قسم! ہم نے تیری طرف صحیح (اعمال) اٹھائے ہیں۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! تم نے سچ کہا، مگر (عبادت میں اُس کی نیت بُری ہوتی ہے) وہ چاہتا ہے کہ اس کا مقام (سب کو) معلوم ہو جائے (یعنی ریادِ شہرت کا طلبگار ہے)۔<sup>(۱)</sup>

## ایک حرف کا ثواب جاتا رہا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ نیک اعمال کے ذریعے اپنی شہرت طلب کرنے والے کے چالیس سال کے نیک اعمال اکارت ہو گئے۔ لرز جائیے اور خدائے علیم وخبیر عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتے ہوئے اپنے اعمال کو زیورِ اخلاص سے مزین کرنے کی کوشش کیجیے۔ یاد رکھیے! اگر کسی نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے عمل شروع کیا پھر دورانِ عمل اگر اس

دینہ

۱..... قوٹ القلوب، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع والفلائون، ۲/۳۰۴

میں ریاکاری آگئی تو جس قدر ریاکاری ہوئی اُسی قدر ثواب سے محرومی ہے اس ضمن میں ایک حکایت ملاحظہ کیجیے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے: ایک بزرگ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میرا گھر راستے میں تھا ایک رات میں نے سحری کے وقت اٹھ کر گھر کے بالا خانے میں سورۃ طہ کی تلاوت کی، جب میں نے اس سورت کو ختم کیا تو تھوڑی دیر کے لیے وہیں سو گیا۔ خواب میں میں نے آسمان سے ایک شخص کو اترتے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ ہے، اس نے وہ صحیفہ میرے سامنے کھولا تو اس میں سورۃ طہ تھی اور ہر حرف کے نیچے دس دس نیکیاں لکھی ہوئی تھی سوائے ایک حرف کے۔ میں نے اس حرف کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے مٹا ہوا ہے اور اس کے نیچے کوئی نیکی بھی درج نہیں، میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے یہ حرف بھی پڑھا تھا لیکن اس حرف کا نہ مجھے ثواب ملا ہے اور نہ ہی یہ حرف نامہ اعمال میں لکھا گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ تو نے سچ کہا، تو نے اس حرف کو پڑھا ہے اور ہم نے اسے لکھا بھی تھا مگر ہم نے عرش سے ایک مُنادی کو نداء کرتے سنا کہ اس حرف کو مٹا دو اور اس کا ثواب بھی ختم کر دو تو ہم نے اس کو مٹا دیا۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں خواب میں رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ معاملہ کیوں کیا؟ تو اس شخص نے کہا: دورانِ تلاوت



تیرے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا اور تو نے اس کو مٹانے کے لیے یہ

حرف زور سے پڑھا تھا اس لیے اس کا ثواب جاتا رہا۔<sup>(۱)</sup>

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے، سنانے اور شہرت

پانے کی خواہش دل سے یکسر نکال دیجیے کہ اس خصلتِ بد کی وجہ سے نیک

اعمال میں ثواب سے محرومی کے ساتھ ساتھ دین و ایمان کی تباہی اور دو

جہاں میں ذلت و رُسوائی کا بھی اندیشہ ہے۔ حضرت سیدنا بشر علیہ رحمۃ اللہ

الکبریٰ فرماتے ہیں: میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شہرت چاہتا ہو اور اس

کا دین تباہ اور وہ خود ذلیل و رُسوانہ ہوا ہو۔<sup>(۲)</sup> یہی وجہ ہے کہ ہمارے

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْغَنِيُّ اپنی شہرت کے خوف سے بہت سی حکمت

بھری، نصیحت آموز اور نفع بخش باتیں بھی اپنی زبان پر نہ لاتے تھے جیسا

کہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے کچھ

لوگوں کی صحبت اختیار کی اور ان کے دلوں میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی

تھیں کہ اگر وہ انہیں زبان پر لاتے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو نفع

دیتیں مگر انہوں نے شہرت کے خوف سے ان باتوں کو ظاہر نہیں کیا اور

دینہ

① ..... روح البیان، پ ۱۰، الانفال، تحت الآیة: ۴۷، ۳/۳۵۵

② ..... احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، الشطر الاول فی حب الجاہ و الشهرة، بیان ذم

الشهرة وانتشار الصبیت، ۳/۳۴۰

ان میں سے کوئی ایک راستے میں اُذیت دینے والی چیز دیکھتا تو اس کو صرف اس لیے نہ ہٹاتا کہ کہیں شہرت نہ ہو جائے۔<sup>(۱)</sup>

خواہ دولت نہ دے کوئی ثروت نہ دے  
چاہے عزت نہ دے کوئی شہرت نہ دے  
تختِ شاہی نہ دے اور حکومت نہ دے  
تُجھ سے عطار تیرا طلب گار ہے (وسائلِ بخشش)

### بزرگانِ دین کی شہرت کی وجہ

عرض: ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ التَّیِّبِینَ جب سراپا اخلاص تھے، شہرت سے بچتے تھے تو پھر ان کے نیک اعمال اور ان کی ولایت کی شہرت کیسے ہوئی؟  
ارشاد: بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ التَّیِّبِینَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے عمل کرتے، اپنے اعمال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے اور شہرت سے بچتے تھے۔ رہی بات ان کی شہرت کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مخلصین کے اعمال کو لوگوں پر خود ظاہر فرما دیتا ہے اور ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے اور ان کی مقبولیت کو پھیلادیا جاتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: اگر تم میں سے کوئی شخص ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب

دینہ

۱..... احیاء العلوم، کتاب ذمہ الجاہد والریاء، الشطر الثاني من الكتاب... الخ، بیان ذمہ الریاء، ۳/ ۳۶۴

بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔<sup>(۱)</sup>

اس حدیث پاک کے تحت مُفسِّرِ شہیر، حکیمُ الْأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ فرماتے ہیں: اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو؟ تم اخلاص سے نیکیاں کرو خفیہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتا دے گا، لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے، یہ نہایت ہی مُجرب ہے۔ بعض لوگ خفیہ تہجد پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں، تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ لوگ حضور غوثِ پاک، خواجہ اجیمیری (رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما) کو ولی کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کہلو اور رہا ہے یہ ہے اس فرمانِ عالی کا ظہور۔<sup>(۲)</sup>

### عہدہ یا منصب طلب کرنا کیسا؟

عرض: اپنی نیک نامی کا اظہار کر کے کوئی عہدہ یا منصب طلب کرنا کیسا ہے؟ نیز تنظیمی ذمہ داری طلب کرنا کیسا ہے؟

ارشاد: کوئی شخص کسی منصب کا آہل ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا آہل نہ ہو تو اس

دینہ

① ..... مسند امام احمد، مسند ابی سعید خدری، ۴/۵۷، حدیث: ۱۱۳۳۰

② ..... مَرَاۃُ الْمَنَاجِح، ۷/۱۳۵

کا اس نیت سے اپنی نیک نامی کا اظہار کر کے عہدہ و منصب طلب کرنا کہ وہ احکامِ الہیہ قائم کر سکے تو ایسے شخص کے لیے منصب طلب کرنا نہ صرف جائز بلکہ کئی صورتوں میں واجب ہے جیسا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے قحطِ شدید میں مخلوق کو راحت و آسائش پہنچانے کی غرض سے منصب طلب فرمایا۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے 13 سورہ یوسف کی آیت نمبر 55 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنَ ۖ اَلْاَرْضِ ۚ اِنِّي حَفِيظٌ عَلَیْہِمْ ﴿۵۵﴾ ترجمہ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

اس آیت کریمہ کے تحت صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ”احادیث میں طلبِ امارت (سرکاری / حکومت) کی ممانعت آئی ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اقامتِ احکامِ الہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الہیہ کی اقامت کے لیے امارت طلب کرنا جائز بلکہ

واجب ہے اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسی حال میں تھے آپ رسول تھے، اُمت کے مصلح (بھلائی والے کاموں) کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قُطِ شَدید ہونے والا ہے جس میں خُلُق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سبیل (راہ) ہے کہ عنانِ حکومت (حکومت کی باگ و ڈور) کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لیے آپ نے اِمارت طلب فرمائی۔“

بھائیو! ہر دم بچو تم حُبِ جاہ و مال سے

ہر گھڑی چوکس رہو شیطان کی اس چال سے (وسائلِ بخشش)

رہی بات تنظیمی ذمہ داری طلب کرنے کی تو اس کا طلب کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے لیے ذمہ دار کے منصب پر فائز ہونا ضروری نہیں، ماتحت رہ کر بھی یہ کام ہو سکتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص کے ساتھ نیکی کی دعوت کی دھو میں مچانے والا بنا دے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

### عمل ظاہر ہونے پر خوش ہونا

عرض: پوشیدہ عمل کے لوگوں پر ظاہر ہو جانے کے بعد دل میں خوشی محسوس کرنا کیسا ہے؟

ارشاد: اگر کسی نے اپنے عمل کو پوشیدہ رکھنے کی بھرپور کوشش کی اس کے باوجود

کسی نے اس کو عمل کرتے دیکھ لیا جس پر اسے دل میں خوشی محسوس ہوئی تو اس میں حرج نہیں بلکہ ایسے شخص کے لیے پوشیدہ عبادت اور علانیہ دونوں کا ثواب ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آگیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا۔ ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہارے لیے دو ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا۔<sup>(۱)</sup>

اس حدیثِ پاک کے تحت حضرت سیدنا علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہارے لیے دو اجر ہیں: ایک پوشیدہ عمل کا تمہارے اخلاص کی بدولت اور دوسرا علانیہ عمل کا تمہاری اس عمل میں پیروی کیے جانے کی وجہ سے یا تمہاری عبادت پر خوشی اور اس کے تم سے ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عمل کے ظاہر ہو جانے پر اس اُمید سے خوش ہونا کہ جس نے اسے یہ عمل کرتے دیکھا ہے وہ بھی اسی کی مثل عمل

دینہ

۱..... مشکاة المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء و السمعة، ۲/ ۲۶۸، حدیث: ۵۳۲۲

کرے گا تو اس کے لیے بھی اس عمل کرنے والے کے برابر اجر ہوگا، یہی معنی آپ ﷺ کے اس فرمانِ عالیشان کا ہے: جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر ہے۔<sup>(۱)</sup> اور ظاہر ہے کہ اس کا خوش ہونا طبعی طور پر ہے جو کہ شریعت کے مطابق بھی ہے یعنی اسے یہ بات پسند ہے کہ کوئی اسے اچھی حالت میں دیکھے اور یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی اسے بری حالت میں دیکھے، قطع نظر اس کے کہ اس کا یہ عمل ریاکاری اور عجب پسندی کے لیے ہو تو اس کی یہ حالت سرکارِ عالی و قارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان کے موافق ہے کہ جسے اس کی نیکی خوش کرے اور بُرائی رنجیدہ کرے تو وہ مومن ہے۔<sup>(۲)</sup> اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْدَلِكْ فَلْيَفْرَحُوا﴾<sup>(۳)</sup> ﴿٥٩﴾ (پ ۱۱، یونس: ۵۸) ترجمہ کنزالایمان: ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“ پس مومن اعمال کی توفیق ملنے پر اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے غیر مومن کثرتِ مال پر خوش ہوتا ہے۔<sup>(۴)</sup>

دینہ

① ..... النہایۃ، باب الباء مع الدال، ۱/۱۰۶

② ..... مُعْجَمِ اَوْسَط، من اسمہ احمد، ۱/۴۵۱، حدیث: ۱۶۵۹

③ ..... مرقاة المفاتیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة، الفصل الثانی، ۹/۱۸۲، تحت الحدیث: ۵۳۳۲

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے آج ہمارا اپنی نیکیاں چھپانے کا ذہن ہی نہیں۔ خود نمائی اور حُبِ جاہ کی آفت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ جب تک کسی کو اپنی نیکیاں بتا کر خوب داد و تحسین وصول نہ کر لیں تشفی (تسلّی) ہی نہیں ہوتی اور اگر خوش قسمتی سے کوئی عمل پوشیدہ طور پر کر بھی لیں اور وہ کسی پر ظاہر ہو جائے تو اپنے کارنامے پر خوشی اور فخر سے پھولے نہیں سماتے جبکہ بعض بُزرگانِ دین رَحْمَةُ اللهِ الْبَیِّنِ ایسے بھی گزرے ہیں جو بارگاہِ الہی میں اپنی اور اپنے اعمال کے پوشیدہ رہنے کی دُعائیں کیا کرتے تھے اور ریاکاری کی تباہ کاریوں سے بچنے کے خوف کا یہ عالم تھا کہ اگر ان کی عبادت لوگوں پر ظاہر ہو جاتی تو وہ دنیا میں رہنا ہی گوارا نہ کرتے چُنانچہ

### شہرت کے بعد میں زندہ رہنا نہیں چاہتا

حضرت سیدنا علامہ یافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَیِّنِ ”روض الریاحین“ میں نقل کرتے ہیں: ایک بُزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے فضل و کرم سے خوب نواز مگر مجھے لوگوں میں غیر معروف رکھ کہ لوگ مجھے نہ پہچانیں۔“ ایک رات وہ نماز میں گریہ و زاری فرما رہے تھے تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے سر پر ایک نورانی قندیل روشن ہے جس کی روشنی آنکھوں کو خیرہ (حیران) کر رہی ہے۔ صبح ان کی



بارگاہ میں رات والی کرامت کا ذکر کیا گیا تو وہ بے چین ہو گئے کہ لوگوں پر ان کی عبادت کیوں ظاہر ہوئی؟ بے ساختہ اپنے ہاتھ بارگاہِ الہی میں اٹھا دیئے اور عرض کی: ”اے میرے رازدار پروردگار! میرا راز تو فاش ہو چکا، اب میں اس شہرت کے بعد زندہ نہیں رہنا چاہتا۔“ یہ کہتے ہوئے اپنا سر سجدے میں رکھ دیا۔ لوگوں نے ہلجلا کر دیکھا تو ان کی روحِ قفسِ غنصری (بدن) سے پرواز کر چکی تھی۔<sup>(۱)</sup>

### راز فاش ہونے پر موت کی آرزو

مکاشفۃ القلوب میں نقل ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔ کچھ مدت کے بعد ایک رات اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہے کہ کمرہ روشن ہے، غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے، اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل آویزاں (لٹکی ہوئی) ہے اور وہ بارگاہِ الہی میں عاجزی و انکساری کے ساتھ مُنajat کر رہا ہے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کر دی ہے، اگر یہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری

دینے

۱..... مروض الریاحین، الحکایۃ الخمسون بعد الثلاث مئة، ص ۲۸۸

عبادت میں مصروف رہتا اس لیے اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرا عُذر قبول فرمالے۔ آقا سے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔ یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آ گیا اور سب ماجرا اپنی زوجہ کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے، وہ دونوں کھڑے ہو کر یہ سب منظر دیکھتے اور روتے رہے۔ آخر کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا: تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آزاد ہو تاکہ تم جو عُذر پیش کر رہے تھے وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔ غلام نے یہ سن کر کہا: اے صاحبِ راز! راز تو کھل گیا، اس کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔ پس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قالبِ خاکی (بدن) سے آزاد ہو گئی۔<sup>(۱)</sup>

### نیکویں کے اظہار کی جائز صورتیں

عرض: نیکویں کو مطلقاً چھپانے کا حکم ہے یا ان کے اظہار کی بھی کوئی صورت ہے؟  
 ارشاد: نیکویں کو حسیّ الامکان پوشیدہ رکھنے ہی میں عافیت ہے مگر بعض صورتوں میں اچھی نیتوں کے ساتھ ان کے اظہار کی بھی اجازت ہے، مثلاً ایسا شخص

دینہ

۱..... مکاشفۃ القلوب، الباب الحادی عشر... الخ، ص ۳۹ ملخصاً

جو لوگوں کا پیشوا ہو، لوگ اس سے عقیدت و محبت رکھتے ہوں اور نیک اعمال میں اس کی پیروی کرتے ہوں تو ایسے شخص کا لوگوں کی ترغیب کی نیت سے اپنے عمل کو ظاہر کرنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پوشیدہ عبادت علانیہ عبادت سے افضل ہے اور جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں اس کی علانیہ عبادت پوشیدہ عبادت سے افضل ہے۔<sup>(۱)</sup>

### تحدیثِ نعمت کے طور پر علم و عمل کا اظہار

اسی طرح تحدیثِ نعمت (نعمت کا چرچا کرنے) کے طور پر بھی اپنے علم و عمل کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: عالم کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ تحدیثِ نعمتِ الہی کے طور پر اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تاکہ لوگ اس سے استفادہ کریں۔<sup>(۲)</sup>

### دوسروں کو سکھانے کی نیت سے نیک عمل کا اظہار

ایسے ہی دوسروں کی تعلیم کے لیے بھی اپنے نیک عمل کا اظہار کرنا جائز دینہ

① ..... شعب الایمان، باب فی السرور بالحسنۃ والاعتناء بالسیئۃ، ۵/۷۱۳، حدیث: ۷۰۱۲

② ..... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الشهادات، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ۵/۷۷۷

ہے جیسا کہ مُفسِّرِ شہیر، حکیمُ الْأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ  
الْحَنّانِ فرماتے ہیں: اپنی عبادات لوگوں کو دکھانا تعلیم کے لیے یہ ریا نہیں  
بلکہ عملی تبلیغ و تعلیم ہے، اس پر ثواب ہے۔ مَسَاحُخُ فرماتے ہیں: صِدِّیقین  
کی ریا مُریدین کے اخلاص سے بہتر ہے، اس کا یہی مطلب ہے۔<sup>(۱)</sup>

### لوگوں کو بدگمانی سے بچانے کے لیے عمل کا اظہار

اپنی ذات سے تہمت دور کرنے اور لوگوں کو بدگمانی سے بچانے کے لیے  
بھی اپنے عمل کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان میں  
ہے کہ اگر نیک عمل فرائض میں سے ہو تو فرائض کے حق میں سے یہ ہے  
کہ اس کا اعلان اور تشہیر کی جائے۔ رسولِ کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ  
کا فرمانِ عظیم ہے: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کو چھپانا نہیں چاہیے۔<sup>(۲)</sup> کیونکہ  
یہ فرائضِ اِسلام (اسلام کا اظہار) اور شَعَارِ دین (دین کی نشانیوں) میں  
سے ہیں، اس لیے ان کا ترک کرنے والا مذمت و ملامت کا مستحق ہوتا ہے  
لہذا ان کے اظہار کے ذریعے تہمت کا ازالہ ضروری ہے۔ اگر نفلی طاعت  
ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ اسے مخفی رکھا جائے کیونکہ اس کے ترک پر  
دینہ

① ..... مِرْآۃُ الْمَنَاجِح، ۷/ ۱۲۷

② ..... النہایہ، باب الغین مع المیم، ۳/ ۳۲۸

تہمت اور ملامت نہیں ہوتی۔ اگر اس کے اظہار سے بھی مقصود یہ ہو کہ لوگ اس کی اقتدا کریں تو اس کا ظاہر کرنا بھی اچھا ہے۔<sup>(۱)</sup>

## بزرگوں کے سامنے نیکیوں کا اظہار

عرض: کن لوگوں کے سامنے اپنی نیکیوں کے اظہار کی اجازت ہے اور کن کے سامنے نہیں؟

ارشاد: عام حالات میں عوام الناس کے سامنے اپنے پوشیدہ نیک اعمال کے اظہار کی حاجت نہیں کہ اس سے ریاکاری، خود پسندی اور حُبِ جاہ وغیرہ آفات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہی خواص کی بات تو ان کے سامنے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اپنی نیکیوں کا اظہار کیا جاسکتا ہے، مثلاً غیرِ عالم کا عالم دین، مُرید کا اپنے پیر اور شاگرد کا اپنے استاد کے سامنے اس نیت سے اپنے پوشیدہ اعمال بیان کرنا کہ اگر ان میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو یہ اصلاح فرمادیں گے، نیز میرے ان اعمال پر خوش ہو کر بارگاہِ الہی میں استقامت اور ان کی مقبولیت کی دُعا فرمادیں گے یا میرا ان کے سامنے کسی نیک عمل مثلاً مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلے میں سفر وغیرہ کا ذکر کرنا دوسروں کی ترغیب کا سامان ہو گا تو یہ جائز ہے چنانچہ مُفسِّرِ شہیر، حکیمِ اُلمّت حضرت دینہ

1..... روح البیان، پ ۳۰، الماعون، تحت الآیۃ: ۶، ۱۰/۵۲۳

مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ فرماتے ہیں: اُمّتِ کانبی سے، مُرید کا شیخ سے، شاگرد کا استاد سے اپنی خُفیہ نیکیاں بیان کرنا ریا نہیں بلکہ ان کی دُعا لے کر زیادہ قابلِ قبول بنانا ہے۔<sup>(۱)</sup>

### ترغیب یا تحدیثِ نعمت کے لیے نیکیوں کا اظہار

عرض: کیا ہر ایک کو تحدیثِ نعمت اور دوسروں کو ترغیب دینے کے لیے نیکیوں کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے؟

إرشاد: تحدیثِ نعمت (یعنی نعمت کا چرچا کرنے) اور دوسروں کو رَغبتِ دِلانے کی نیت سے نیک عمل کا اظہار تو کیا جاسکتا ہے مگر تحدیثِ نعمت یا دوسروں کی رَغبت کے لیے اپنا پوشیدہ عمل ظاہر کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کہ کہیں یہ شیطان کی چال تو نہیں کیونکہ شیطان بڑا ہوشیار اور مکار ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ تحدیثِ نعمت اور دوسروں کی رَغبت کا وسوسہ دلا کر ریاکاری کی تباہ کاری میں مبتلا کر دے لہذا ہر ایک کو تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے اعمال کے اظہار کی اجازت نہیں، صرف وہی لوگ تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے اعمال ظاہر کر سکتے ہیں جو اس کے اہل ہوں، اس مسئلے کی باریکیوں کو جانتے ہوں اور جن کے اقوال و افعال کی پیروی کی جاتی ہو تا کہ

دینہ

① ..... میراۃ المناجیح، ۳/ ۹۵

مخلوق کو ان کے عمل سے رغبت ملے۔ اگر عام لوگ تحدیثِ نعمت یا ترغیب کی نیت سے اپنے عمل کو ظاہر کرنے جائیں گے تو مخلوق کا فائدہ ہونا تو دُور کنار کہیں خود نمائی اور تکبر وغیرہ کا شکار ہو کر اپنی نیکیوں پر ہی پانی نہ پھیر دیں۔

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی

عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا (سامانِ بخشش)

### نیکوں اور خوبیوں کے اظہار کی چند مثالیں

عرض: عام طور پر اپنی نیکیوں اور خوبیوں کا اظہار کس طرح کیا جاتا ہے؟

ارشاد: آج کل ہمارے معاشرے میں خود ستائی، تکبر اور ریاکاری وغیرہ کے باطنی امراض عام ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اکثر لوگوں کو اپنی تعریف اور خوبیاں بیان کرنے کا شوق ہوتا ہے، جب تک اپنے نام کے ساتھ کوئی شناخت ظاہر نہ کریں تو اس وقت تک انہیں چین نہیں آتا۔ لوگ بلاوجہ اپنے فضائل بیان کرتے نہیں تھکتے، مثلاً اگر کوئی حج کی سعادت سے مشرف ہو چکا ہے تو حج کرتے ہی بڑے فخر سے اپنے نام کے ساتھ حاجی کا ٹائٹل لگا دیتا ہے۔ بَبانگِ دُہل اپنے حج و عمرہ کی تعداد بیان کی جاتی ہے کہ ”میں ہر سال حج کی سعادت پاتا ہوں، اب تک اتنے حج و عمرہ کی سعادت مل چکی ہے وغیرہ“ سفرِ حج اور سفرِ مدینہ کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ان سب باتوں میں

درپردہ اپنی فضیلت اور تعریف ہو رہی ہوتی ہے کہ یہ جنابِ اسِ اسِ سعادت سے مُشرّف ہو چکے ہیں۔ رہی بات بُزرگوں کے حج کی تعداد کی وہ یا تو اُن کے خُدام کی بیان کردہ ہوگی یا تحدیثِ نعمت کے لیے بزبانِ خود اِرشاد فرمایا ہو گا کیونکہ سراپاِ اخلاص بندوں کا مقصد ہر گز نیک نامی یا بزرگی کا سِکّہ جمانا نہیں ہوتا۔ بہر حال اگر کوئی اپنے حج و عمرہ کی تعداد بیان کرے یا اپنے کسی نیک عمل کا اظہار کرے تو ہمیں اسے ریاکار کہنے سے بچتے ہوئے حسنِ ظن سے کام لینا چاہیے کہ دلوں کا حال ربِّ ذوالجلال خوب جانتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی طالبِ علم حفظِ قرآن یا عالمِ کورس کی سعادت حاصل کر لیتا ہے تو اپنے نام کے ساتھ حافظ و قاری اور علامہ لکھنا اور بولنا شروع کر دیتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ بعض درجہ حفظ یا قراءت یا عالمِ کورس میں داخلہ لیتے ہی اپنے آپ کو حافظ، قاری اور علامہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی نام پوچھے گا تو جھٹ مُنہ سے ”حافظ فُلاں“، ”قاری فُلاں“ نکل جاتا ہے۔

یو نہی دُنیوی عہدے اور منصب والے افراد مثلاً پروفیسر، ڈاکٹر، کیپٹن، ایم پی اے اور ایم این اے وغیرہ بھی اپنے عہدے اور منصب کو اپنے نام کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ اگر اس عہدے یا ذِمّہ داری سے سبکدوش بھی ہو جائیں



مگر یہ انقلابات، خطابات، عہدے ناموں کے ساتھ چپکے رہتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد قبر کی تختی پر بھی نمایاں حروف سے لکھ دیئے جاتے ہیں۔ شاید انہی چیزوں کو عزت و وقار کا معیار سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ چیزیں خود نمائی اور تکبر کی طرف لے جاتی ہیں۔ کاش! ہر مسلمان کی نمود و ستائش کی خواہش سے جان چھوٹ جائے، اخلاص کی دولت نصیب ہو اور اپنے اعمال و افعال پر داد و تحسین کے طالب ہونے کے بجائے ایسے بے نشان ہو جائیں کہ بے نشانی و گمنامی ہی ان کا نام ہو جائے۔

بے نشانوں کا نشان مٹا نہیں

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا (حدائقِ بخشش)

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** انسان کو چاہیے کہ اس کے اندر جو بھی خوبی ہو یا اسے کوئی بھی نیک عمل بجالانے کی سعادت ملے تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے کہ اس نے یہ خوبی اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پھر عمل کر لینے کے بعد خوف کی کیفیت طاری ہو کہ نہ جانے اس کا یہ عمل بارگاہِ الہی میں مقبول بھی ہے یا نہیں؟ جب عمل کی قبولیت کا علم ہی نہیں تو اس عمل کے بارے میں لوگوں کو بتانے اور دکھانے کا کیا فائدہ؟ ہاں! اگر وہ نیک عمل بارگاہِ الہی میں مقبول ہے تو اس کی جزا دینے والا پروردگار عزوجل

اسے جانتا ہے لہذا اپنے منہ سے اپنی خوبیوں اور نیکیوں کا اظہار کر کے اپنی جانوں کو ستھرانہ بتایا جائے کہ قرآن کریم میں اس کی ممانعت بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ پارہ 27 سورۃ النجم کی آیت نمبر 32 میں ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِّنْ تَرْجَمَةٍ كُنُزِ الْإِبْرِيمِ: وہ تمہیں خوب جانتا ہے  
الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي تَمَہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے  
بُطُونٍ أُمَہِتْکُمْ فَلَا تَزْكُوا پیٹ میں حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرانہ  
أَنْفُسُکُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ۚ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں۔

اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا علامہ عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو نیک اعمال کرتے تھے اور کہتے تھے: ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج۔ یہ (نیکیوں کے اظہار کی ممانعت) اس وقت ہے جبکہ بطور فخر و ریا ہو۔ اگر نعمتِ الہی کے اعتراف کے لیے ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ طاعت پر مسرت عبادت اور اس کا ذکر کرنا شکر ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہے لہذا لوگوں کے جاننے اور تعریف کرنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جاننا اور جزا دینا ہی کافی جانو۔<sup>(1)</sup>

دینہ

1..... تفسیر نسفی، پ ۲۷، النجم، تحت الآیۃ: ۳۲، ص ۱۱۸۱-۱۱۸۲

مجھ کو خزانہ دے تقویٰ کا

یا اللہ میری جھولی بھر دے (وسائلِ بخشش)

## اپنی تعریف سن کر کیا کرنا چاہیے؟

عرض: اگر کوئی شخص ہماری یا ہمارے کسی عمل کی تعریف کرے تو اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ارشاد: لوگوں کے مُنہ سے اپنی تعریف اور فضائل سن کر اپنے نفس کو قابو میں رکھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے اس لیے اپنی تعریف سننے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص کسی کے مُنہ پر اس کی یا اس کے کسی عمل کی تعریف کرے تو اسے چاہیے کہ خوشی سے پھولنے کے بجائے اِسْتِغْفَار کرے اور خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے ڈرانے کی کوشش کرے کہ آج لوگ میری اور میرے جن اعمال کی تعریف کر رہے ہیں، نہ جانے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقبول بھی ہیں یا نہیں؟ جن اعمال کی وجہ سے آج میری بزرگی و پرہیزگاری کے دُکے نچ رہے ہیں، کل بروزِ قیامت یہ اعمال کہیں میری رُسوائی کا سبب نہ بن جائیں۔

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب

آہ! رُسوائی کی آفت میں پھنسون گا یارب! (وسائلِ بخشش)

## جھوٹی تعریف سُننے والوں کے لیے وعیدِ شدید

اگر تعریف کرنے والا ایسے وصف کے ساتھ آپ کی تعریف کرے جو آپ میں موجود نہیں تو فوراً اسے منع کر دیجیے کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ اگر آپ اپنی جھوٹی تعریف سن کر خاموش رہے، مُسکراتے رہے یا سچی تعریف پر بھی اندر ہی اندر سے لطف اندوز ہوتے، پھولتے اور اپنا کمال تصوّر کرتے رہے تو خود ستائی کی عادت سے دُنیا و آخرت داؤ پر لگ سکتی ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

حُبِّ ثَنَاءٍ (اپنی تعریف کی خواہش) غالباً (یعنی اکثر صورتوں میں) خصلتِ مذمومہ (قابلِ مذمت عادت) ہے اور کم از کم کوئی خصلتِ محمودہ (قابلِ تعریف عادت) نہیں اور اس کے عَوَاقِب (نتائج) خطرناک ہیں۔ حدیث میں ہے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: حُبُّ الثَّنَاءِ مِنَ النَّاسِ یُعِیْبُ وَ یُصِمُّ (یعنی ستائش پسندی آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔<sup>(۱)</sup> اور اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ ان فضائل سے اس کی ثناء کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرامِ قطعی ہے۔ قَالَ اللہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُونَ بِمَا

دینہ

۱..... فردوسِ الاخبار، باب الحاء، ۱/۳۴، حدیث: ۲۵۴۸

اَتَوَاوُيُجِبُونَ اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ  
يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسِبْنَهُمْ بِمَقَارِقٍ مِّنَ  
الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور  
چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو  
ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا  
(پ ۴، اٰلِ عَمْرٰن: ۱۸۸) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ہاں! اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف و مشہور کے ساتھ جیسے  
شَسُّ الْاَكْبَهَةِ وَفَخْرُ الْعُلَبَاءِ وَتَاَجُّ الْعَارِفِيْنَ وَامْتِثَالُ ذٰلِكَ (اماموں کے  
آفتاب، اہل علم کے لیے فخر اور عارفوں کے تاج اور اسی قسم اور نوع کے دوسرے  
توصیفی کلمات) کہ مقصود اپنے عصیا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس  
لیے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لیے کہ ان لوگوں کی  
(تعریف) ان (عوام الناس) کو نفع دینی پہنچائے گی، سَمْعِ قبول سے سنیں گے  
جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۂ حُب مدح (یعنی اپنی تعریف کو پسند کرنا)  
نہیں بلکہ حُب نَصْحِ مسلمین (مسلمانوں کی خیر خواہی سے محبت) ہے اور وہ محض  
(خالص) ایمان ہے۔ (۱)

## مخلص ہونے کی علامت

اپنی تعریف اور مذمت سننے کے معاملے میں انسان کو شیرِ خوار بچے کی  
دینہ

۱..... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۵۹۶-۵۹۷

طرح بے پرواہ ہو جانا چاہیے کہ یہ مخلص ہونے کی علامت ہے چنانچہ حضرت سیدنا یحییٰ بن مُعَاذِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سُوَال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: جب شیرِ خوار بچے کی طرح اُس کی عادت ہو کہ اس کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو اُسے بُری معلوم نہیں ہوتی۔<sup>(۱)</sup> یعنی جس طرح شیرِ خوار بچہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے اسی طرح جب انسان اپنی تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو اسے مخلص کہا جاسکتا ہے۔

### دوسروں کی نیکیاں دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟

عرض: جس کے سامنے کسی کی نیکی ظاہر ہو اسے کیا کرنا چاہیے؟  
 ارشاد: اگر کسی کو نیکی کرتا دیکھیں یا کسی کی نیک نامی ظاہر ہو تو اس کے لیے بارگاہِ الہی میں دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے اس نیک عمل پر استقامت عطا فرما اور مجھے بھی اس عملِ خیر کی سعادت نصیب فرما۔ بہر حال کسی مسلمان کا نیک عمل ظاہر ہو یا نہ ہو بہر صورت اس کے بارے میں حسنِ ظن سے کام لیجیے اور بدگمانی کو قریب بھی نہ آنے دیجیے مثلاً یوں نہ کہیے کہ ”یہ تو انتہائی گناہ گار ہے، نیکی کے قریب سے بھی نہیں گزرا، یہ محض دینہ“

1..... تَنْبِيْهُ الْمُغْتَرِبِیْنَ، ص ۲۴ ملخصاً

دکھاوے کے لیے عمل کر رہا ہے وغیرہ“ کہ بسا اوقات بدگمانی کی ہاتھوں ہاتھ دُنیا میں بھی سزا مل جاتی ہے، چنانچہ حضرت سیدنا مکحول دِ مِشقی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب کسی کو روتا دیکھو تو تم بھی اُس کے ساتھ رونے لگ جاؤ، بدگمانی مت کرو کہ یہ ریاکاری کر رہا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ایک رونے والے مسلمان کے بارے میں بدگمانی کر لی تھی تو اُس کی سزا میں سال بھر رونے سے محروم رہا۔<sup>(1)</sup>

## اعمالِ بد کو بھی چھپائیے

عرض: کیا نیکیوں کی طرح گناہوں کو بھی چھپانے کا حکم ہے؟  
 ارشاد: جی ہاں! نیکیوں کو چھپانے کی تو عمومی ترغیب ہے لیکن گناہوں کو چھپانے کا بطورِ خاص حکم ہے۔ نیکیوں کو تو اس لیے چھپایا جاتا ہے تاکہ وہ تکبر و ریاکاری وغیرہ کے سبب ضائع نہ ہو جائیں جبکہ گناہوں کو اس لیے چھپایا جاتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا موجب (سبب) ہوتے ہیں اور انہیں ظاہر کرنا جرات اور دیدہ دلیری ہے لہذا ان کا اظہار ہر گز نہ کیا جائے۔ فتاویٰ شامی میں ہے: اِظْهَارُ الْبَعْصِيَّةِ مَعْصِيَةٌ یعنی گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔<sup>(2)</sup>

دینہ

① تَنْبِيْهُ الْمَغْتَرِبِیْنَ، ص ۱۲۲

② رَدُّ الْمَحْتَمَلِ، کتاب الصلاة، مطلب اذا اسلم المرتد، ۲/۲۵۰

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میرے ہر اُمتی کو معاف کر دیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور گناہ ظاہر کرنے کی یہ صورت ہے کہ کوئی مرد رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے، پھر جب صبح ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کا پردہ رکھ لیا ہو، پھر وہ کہے (کسی کو بتائے) کہ اے فلاں! میں نے گزشتہ رات اس اس طرح کیا ہے حالانکہ اس نے اس حال میں رات گزاری تھی کہ اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے اس کا پردہ رکھا ہوا تھا اور صبح کو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رکھے ہوئے پردے کو کھول دے۔<sup>(۱)</sup> اس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: گناہ کا ارتکاب بہر حال گناہ ہے، مگر اس کا اعلان کرنا بھی گناہ ہے بلکہ ارتکابِ گناہ سے بڑا گناہ ہے یہ گناہ کی اشاعت بھی ہے اور نڈر ہونا بھی ہے۔<sup>(۲)</sup>

اگر کسی شخص کی نماز قضا ہو جائے تو وہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرے کیونکہ نماز قضا کر دینا ایک گناہ ہے اور لوگوں کے سامنے اس کا

دینہ

① ..... بخاری، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسه، ۱۱۸/۴، حدیث: ۶۰۶۹

② ..... نزہۃ القاری، ۵/۵۷۸



اظہار کرنا دوسرا گناہ ہے اسی لیے حکم ہے کہ وہ قضا نماز گھر میں چھپ کر ادا کرے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّتِ فرماتے ہیں: اگر کسی امرِ عام کی وجہ سے جماعت بھر کی نماز قضا ہو گئی تو جماعت سے پڑھیں، یہی افضل و مسنون ہے اور مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور جہری نمازوں میں امام پر جہر واجب ہے اگرچہ قضا ہو اور اگر بوجہ خاص بعض اشخاص کی نماز جاتی رہی تو گھر میں تنہا پڑھیں کہ معصیت کا اظہار بھی معصیت ہے، قضا حتیٰ الامکان جلد ہو، تعیینِ وقت کچھ نہیں، ایک وقت میں سب وقتوں کی پڑھ سکتا ہے۔<sup>(۱)</sup> البتہ بعض صورتوں میں گناہوں کے اظہار کی بھی اجازت ہے مثلاً کوئی شخص بے نمازی اور طرح طرح کے گناہوں کا عادی تھا اب اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لی اور شریعت و سنت کا پابند بن گیا تو ایسے شخص کا لوگوں کے سامنے اپنے ان سابقہ گناہوں کا اس نیت سے تذکرہ کرنا کہ انہیں بھی نیک بننے اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب ملے تو یہ جائز ہے جیسا کہ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی مدنی

دینہ

1..... فتاویٰ رضویہ، ۸/ ۱۶۲

بہاریں وقتاً فوقتاً سننے کو ملتی ہیں جنہیں سن کر لوگوں کو نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ ملتا ہے، البتہ یہاں بھی گناہ بیان کرنے میں بہت باریکیاں ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔<sup>(۱)</sup>

### خفیہ گناہ کی توبہ بھی خفیہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بتقاضائے بشریت کسی انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے گناہ کو پوشیدہ رکھے اور لوگوں پر اس کا اظہار نہ کرے۔ اگر گناہ چھپ کر کیا ہے تو اس کی توبہ بھی چھپ کر کرے تاکہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوں اور اگر گناہ علانیہ کیا ہے تو اس کی توبہ بھی علانیہ کرے تاکہ جن لوگوں کے سامنے یہ گناہ ہوا ہے ان کے سامنے ہی اس کا ازالہ ہو جائے اور ان کے ذہن بھی گناہ کرنے والے کے حوالے سے صاف ہو جائیں۔ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے وصیت کیجیے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف لازم کر لو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ دینے

۱..... مدنی بہار لکھوانے یا ستانے سے دوسروں کی اصلاح مقصود ہوتی ہے تو اس نیت سے اپنے ان سابقہ گناہوں کا اظہار کر سکتے ہیں جن سے توبہ کی ہے، مگر ایسے گناہوں (مثلاً بدکاری وغیرہ) کا تذکرہ نہ کیا جائے جن سے لوگ گھن کھاتے ہوں۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

کا ذکر کرتے رہو اور جب کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو ہر بُرے کام کے لیے نئی توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ کیا ہو تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ علانیہ ہے تو توبہ بھی علانیہ کرو۔<sup>(۱)</sup> اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچنے اور بقاضائے بشریت سرزد ہو جانے کی صورت میں انہیں چھپانے اور فی الفور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

بنا دے مجھے نیک نیکیوں کا صدقہ

گناہوں سے ہر دم بچا یا الہی (وسائلِ بخشش)

## کسی کے گناہ پر مطلع ہوں تو کیا کریں؟

عرض: کسی کی بدی پر مطلع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے؟

ارشاد: اگر کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھیں یا اس کی کسی بُرائی پر مطلع ہو جائیں تو ”اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ“ یعنی نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے منع کرنے کے اہم فریضے کو ادا کرتے ہوئے اپنی استطاعت کے مطابق اسے روکنے کی کوشش کیجیے۔ اگر ہاتھ یا زبان سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو کم از کم دل میں اس فعل کو ضرور بُرا جانے کہ ہادی راہِ نجات، سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی بُرائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ دینہ

۱..... مُعْجَمٌ کَبِیْرٌ، بِقِیَۃِ الْمِیْمِ مِنْ اِسْمِہٖ مُعَاذٌ، عَطَاءُ بْنُ یَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، ۲۰/ ۱۵۹، حَدِیْث: ۳۳۱

اُس بُرائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور جو اپنے ہاتھ سے بدلنے کی استطاعت (یعنی قوت) نہ رکھے اُسے چاہیے کہ اپنی زبان سے بدل دے اور جو اپنی زبان سے بدلنے کی بھی استطاعت نہ رکھے اُسے چاہیے کہ اپنے دل میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب عالمگیری میں ہے: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں۔ (۲) اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو (امر بالمعروف کا) ترک کرنا افضل ہے۔ (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہو گا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی تو جب بھی (امر بالمعروف) چھوڑنا افضل ہے۔ (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا اور کسی کے آگے شکایت نہیں کرے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے۔ (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو

دینہ

۱..... مُسْلِم، کتاب الایمان، باب بیان کون النبی عن المنکر... الخ، ص ۴۴، حدیث: ۴۹

اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔ (۶) اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کریگا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔<sup>(۱)</sup>

اگر کوئی سمجھانے کے باوجود نہیں مانتا تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دیجیے، اس کی پوشیدہ بُرائی کا چرچا نہ کیجیے کہ بُری بات کا چرچا کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند نہیں فرماتا چنانچہ پارہ 6 سورۃ النساء کی آیت نمبر 148 میں ارشادِ ربِّ العباد ہے:

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اللہ پسند نہیں کرتا بُری مِّنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلَمَ ۖ بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ﴿۱۶۹﴾ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے: علماً فرماتے ہیں: لوگوں کے پوشیدہ احوال کا ظاہر کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے اس شخص کی غیبت میں اور خود اس شخص کے تہمت میں مبتلا ہونے کا سبب ہے لیکن مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کو بیان کرے پس وہ چور یا غاصب کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرا مال چُرایا یا غصب کیا وغیرہ۔<sup>(۲)</sup>

البتہ بعض عیوب ایسے ہوتے ہیں جن کا بیان کرنا جائز ہوتا ہے جیسا کہ

دینہ

① ..... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع عشر... الخ، ۵/۳۵۲-۳۵۳

② ..... تفسیر خازن، پ ۶، النساء، تحت الآیۃ: ۱۳۸، ۱/۴۴۴

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ”بہارِ شریعت“ جلد سوم صفحہ 178 پر ہے: حدیث کے راویوں اور مقدمے (CASE) کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عُیُوب بیان کرنا جائز ہے اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کُتُبِ مُعْتَمَدہ و غیر مُعْتَمَدہ (یعنی قابلِ اعتماد و ناقابلِ اعتماد کتابوں) میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حُقوقِ مسلمین کی نگہداشت (دیکھ بھال) نہ ہو سکے گی۔

**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دوسروں کی عیب پوشی کرتے ہوئے اپنے عیبوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ جب کبھی دوسرے کے عیب بیان کرنے کو جی چاہے اُس وقت اپنے عُیُوب کی طرف مُتوجَّہ ہو کر انہیں دُور کرنے میں لگ جانا چاہیے کہ یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ سرکارِ عالی و قار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: اُس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسے اس کے عیوب نے لوگوں کی عیب جوئی سے پھیر دیا۔<sup>(۱)</sup> حضرت سیدنا عبدُ اللہ ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا فرمان ہے: جب

دینہ

۱..... فیزدوسم الاعیاء، باب الطاء، ۴۶/۲، حدیث: ۳۷۴۲

تو کسی کے عُیُوب بیان کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے عیبوں کو یاد کر لیا کر۔<sup>(۱)</sup>

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر  
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا



## ماخذ و مراجع

قرآن پاک	✱ ✱ ✱	✱ ✱ ✱	✱ ✱ ✱
نام کتاب	مطبوعہ	نام کتاب	مطبوعہ
کنز الایمان	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۲ھ	سنن الترمذی	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
خرائن العرفان	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۲ھ	سنن ابی داود	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
تفسیر قرطبی	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ	سنن ابن ماجہ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر غرائب القرآن	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ	سنن النسائی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
تفسیر خازن	المطبعة المیمنیہ مصر ۱۳۱۷ھ	مسند امام احمد	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
روح البیان	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ	جامع صغیر	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
تفسیر نسفی	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۱ھ	المستدرک	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ
صحیح البخاری	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	کنز العمال	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ	الجمع الکبیر	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ

دینہ

۱..... موسوعة ابن أبي الدنيا، کتاب العقوبات، باب الغيبة وذمها، ۴/ ۳۵۷، رقم: ۵۶۱

فردوس الاخبار	دار الفکر بیروت	رد المحتار	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
الترغیب والترہیب	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ	فتاویٰ رضویہ	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
شعب الایمان	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ	احیاء علوم الدین	دار صادر بیروت ۲۰۰۰ء
المعجم الاوسط	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ	مکاشفۃ القلوب	دار الکتب العلمیہ بیروت
المصنف عبدالرزاق	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ	الزواجر عن اقتراف الكبائر	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۹ھ
مشکوٰۃ المصابیح	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ	قوت القلوب	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
الخصایہ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۱ء	الحدیقۃ الندیۃ	پشاور
مرقاۃ المفاتیح	دار الکتب العلمیہ بیروت	سیر اعلام النبلاء	دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
الجامع للاخلاق الراوی	مکتبہ دار ابن جوزی ۱۴۳۳ھ	بستان المحمشین	باب المدینہ کراچی
فیض التقدیر	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ	ملفوظات اعلیٰ حضرت	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی ۱۴۳۴ھ
اشعۃ الدلعات	کوئٹہ	بہار شریعت	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
نزهۃ القاری	فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور	تنبیہ الغافلین	پشاور ۱۴۲۰ھ
القول البدیع	موسسۃ الریان بیروت ۱۴۲۲ھ	فضائل دعا	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی
مرآۃ المناجیح	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور	موسوعۃ ابن ابی الدنیا	المکتبۃ المعصریہ بیروت
تاریخ بغداد	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ	روض الریاحین	دار الکتب العلمیہ بیروت
حلیۃ الاولیاء	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ	تنبیہ المختصرین	دار البشائر
التناوی الصندیہ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ	***	***

\*\*\* ... \*\*\*



Tip1:Click on any heading, it will send you to the required page.

Tip2:at inner pages, Click on the Name of the book to get back(here) to contents.

فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط: 16)

۱۰۴

نیکیاں چھپاؤ

## فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
18	”نیکی کر دریا میں ڈال“ کا مطلب	2	دُرود شریف کی فضیلت
20	نیکیاں چھپانے کا مقصد	5	نیک اعمال میں رضائے الہی کی نیت
22	عَلَانِیہ عبادت افضل ہے یا پوشیدہ؟	8	نیکیاں چھپانے کے بارے میں آیاتِ کریمہ
24	پوشیدہ عمل سترگنا افضل	11	نیکیاں چھپانے کے بارے میں احادیثِ مبارکہ
25	پوشیدہ دُعا افضل ہے یا عَلَانِیہ؟	12	سب سے زیادہ طاقتور چیز
27	نیکیوں کو چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا کیسا؟	13	نیکیاں چھپانے کے حوالے سے آسلاف کے واقعات
29	اپنے نام کے ساتھ القابات لگانا	14	صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پوشیدہ عمل
31	اپنے ”سید“ ہونے کا اظہار کرنا کیسا؟	15	جب تک زندہ رہے نیک عمل پوشیدہ رہا
33	امام مؤذن اور خطیبِ ریاکاری سے کیسے بچیں؟	17	بند کمرے میں چھپ کر عبادت

54	اپنے علم، ہنر اور فن کو ظاہر کرنا کیسا؟	36	نفلی روزہ اور صدقہ و خیرات کا پوشیدہ رکھنا
56	عالم کا اپنا علم ظاہر کرنے کی صورتیں	39	روزے اور صدقہ و خیرات پوشیدہ رکھنے کے واقعات
57	ڈاکٹر، سرجن، انجینئر اور پروفیسر	40	پوشیدہ صدقہ و خیرات کرنے کا جذبہ
59	سادہ لباس پہننے کی فضیلت	41	میرا نام کسی پر ظاہر نہ فرمائیں
60	لباسِ شہرت باعثِ ذلت	42	نمازی اور حاجی نیکیاں کیسے چھپائیں؟
61	لباسِ شہرت سے مراد	44	اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کیا فائدہ!
62	کُلف دار لباس کا استعمال	45	نمک کی خاطر حج کا سودا
64	خوشبو لگانے میں اچھی نیت کی صورت	46	ایک جُملے میں دو حج ضائع
64	خوشبو لگانے کی نیتیں	46	ریا کاری کے خوف سے نیک عمل ترک کرنا کیسا؟
65	مردار سے بھی زیادہ بدبودار خوشبو	49	مصنفین و شعراء کا نام و تخلص استعمال کرنا
66	اسلامی بہنوں کے لیے خوشبو لگانے کا مسئلہ	51	مصنف اور نعت خواں ریا کاری سے کیسے بچیں؟
66	قربانی کرنے میں ریا کاری سے کیسے بچیں؟	52	اصلاح کرنے کا بہترین طریقہ

84	بزرگوں کے سامنے نیکیوں کا اظہار	68	حُبِ جاہ و منصب کی خاطر نیکیوں کا اظہار
85	ترغیب یا تحدیثِ نعت کے لیے نیکیوں کا اظہار	70	ایک حرف کا ثواب جاتا رہا
86	نیکیوں اور خوبیوں کے اظہار کی چند مثالیں	73	بزرگانِ دین کی شہرت کی وجہ
90	اپنی تعریف سن کر کیا کرنا چاہیے؟	74	عہدہ یا منصب طلب کرنا کیسا؟
91	جھوٹی تعریف سننے والوں کے لیے وعیدِ شدید	76	عمل ظاہر ہونے پر خوش ہونا
92	مخلص ہونے کی علامت	79	شہرت کے بعد میں زندہ رہنا نہیں چاہتا
93	دوسروں کی نیکیاں دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟	80	راز فاش ہونے پر موت کی آرزو
94	اعمالِ بد کو بھی چھپائیے	81	نیکیوں کے اظہار کی جائز صورتیں
97	خُفیہ گناہ کی توبہ بھی خُفیہ	82	تحدیثِ نعت کے طور پر علم و عمل کا اظہار
98	کسی کے گناہ پر مطلع ہوں تو کیا کریں؟	82	دوسروں کو سکھانے کی نیت سے نیک عمل کا اظہار
102	ماخذ و مراجع	83	لوگوں کو بدگمانی سے بچانے کے لیے عمل کا اظہار







## نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نماز مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ﴿سنتوں کی تربیت کے لئے مَدَنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفراور ﴿روزانہ ”فکرِ مدینہ“ کے ذریعے مَدَنی اِثعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے فیسے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔

**میرا مَدَنی مقصد:** ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مَدَنی اِثعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مَدَنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-753-1



0126216



MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net